آؤ لوگو کہ یہیں نور خدا پاؤ گے ۔ لو تمہیں طور تسلی کا بتایا ہم نے

ریویو آف ریلیجنز

یعنی

دنیا کے مذاہب پر نظر

جلد ۷ — بابت ماہ ستمبر ۱۹۰۸ء — نمبر ۹

فہرست مضامین

قادیان ضلع گورداسپور سے ۲۰ ستمبر ۱۹۰۸ء کو مینجر میگزین کے اہتمام سے شائع ہوا۔ چندہ سالانہ عہ طلبا سے ۲

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

مہدی آخر زمان

سلسلہ کے لیے ملاحظہ ہو ریویو آف ریلیجنز

بابت اگست ۱۹۰۸ء

منکرین مہدی

مَیں پہلے ذکر کر آیا ہوں کہ معتزلہ مہدی کے وجود سے منکر ہیں۔ علاوہ اُن کے دوسرے مسلمانوں میں بھی ایسے لوگ پائے جاتے ہیں۔ جو مہدی کو نہیں مانتے۔ انکے انکار کا باعث زیادہ تر احادیث کا غیر معتبر ہونا ہے۔ اِن منکرین میں سب سے زیادہ نامور ابن خلدون ہے۔ بڑے بڑے دلائل جن کی بنا پر مہدی موعود کے وجود سے انکار کیا گیا ہے حسب ذیل ہیں۔ اوّل۔ احادیث و روایات کا باہمی اختلاف۔ دوم۔ راویوں کے سلسلہ میں ایسے اشخاص کا ہونا جن کی روایت قابل قبولیت نہیں۔ تیسری وجہ اُن کے انکار کی یہ ہے کہ ابتدائے اسلام میں مختلف فریق پیدا ہو گئے تھے اور اُن میں ہر ایک فریق یہ خواہش کرتا تھا کہ وہ سلطنت کا مالک ہو۔ یہ لوگ دُور دُور بلاد میں اپنی تائید میں روایات گھڑ کر شائع کرتے تھے۔ ملک گیری کے خواہاں زیادہ تر تین قومیں تھیں۔ بنو فاطمہ۔ بنو عباس اور بنو امیہ خلفائے اربعہ کی وفات کے بعد جلدی ہی سلطنت بنو امیہ کے ہاتھ میں آگئی۔ لیکن

بنو فاطمہ اور بنو عباس بنو امیہ کی خلافت پر راضی نہ تھے۔ اسواسطے ان میں سے ہر ایک پوشیدہ طور پر اس کوشش میں لگا ہوا تھا کہ جس طرح ہو بنو امیہ کو ہٹا کر سلطنت پر خود قابض ہو جاوے۔ اس غرض کے حاصل کرنیکے لیے ایک ذریعہ یہ اختیار کیا گیا تھا کہ دور دراز ملکوں میں آدمی بھیجے جاتے تھے اور ان آدمیوں کا یہ کام تھا کہ لوگوں کو بنو امیہ سے منحرف کریں اور اس مضمون کی روایتیں شایع کریں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خلیفہ کی پیشگوئی کی تھی۔ جسکا نام مہدی ہوگا۔ اس خلیفہ کی نسبت بنو فاطمہ کہتے تھے کہ وہ ہم میں سے ہوگا اور بنو عباس کہتے تھے کہ وہ بنی عباس میں سے ہوگا۔ اور نیز یہ ظاہر کیا جاتا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ ہر ایک مسلمان کا فرض ہوگا۔ کہ اس خلیفہ کی مدد کریں۔ یہی وجہ ہے کہ بعض روایتوں میں ہے کہ مہدی بنو فاطمہ میں سے ہوگا اور بعض میں ہے کہ مہدی بنی عباس میں سے ہوگا۔ اس کے بعد دوسرا قدم یہ تھا کہ مہدی کا ایسا نقشہ کھینچا جاتا تھا جو کسی ایسے شخص پر چسپاں ہو جسکی نسبت یہ منظور ہوتا تھا کہ وہ خلیفہ بنایا جاوے۔ چنانچہ جن احادیث میں لکھا ہے کہ مہدی کا نام میرے نام کے مطابق ہوگا اور مہدی کے باپ کا نام میرے باپکے نام کے مطابق ہوگا منکرین مہدی کے خیال میں یہ احادیث حسن بن علی کے پڑوتے محمد بن عبد اللہ کے لیے تجویز کی گئی تھیں جسکی نسبت زید شہید نے وصیت کی تھی کہ خلیفہ بنایا جاوے۔ زید شہید نے جو حسین بن علی کے پوتے تھے خود خلافت کے لیے کوشش کی تھی مگر کامیابی نہ ہوئی اور آخر محمد بن عبد اللہ کے لیے وصیت کر گئے اور منکرین مہدی کے خیال میں اسی محمد بن عبد اللہ پر چسپاں کرنیکے لیے ایسی احادیث بنائی گئیں بھی جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی گئی کہ مہدی کا نام میرے نام کے مطابق ہوگا اور اس کے باپ کا نام میرے باپکے نام کے مطابق ہوگا چنانچہ محمد بن عبد اللہ کو مہدی کا خطاب بھی دیا گیا لیکن خلیفہ منصور کے لشکر کے ہاتھ سے مقتول ہوا۔ بنو عباس کی طرف سے بھی

اسی قسم کی کوششیں کی گئیں۔ ابو مسلم خراسان میں عباسیوں کا ایک قسم کا ایجنٹ تھا جو کوشش کرتا تھا کہ لوگوں کو بنی عباس کی طرف مائل کرے چنانچہ اس نے خراسان میں تھوڑی سی جمعیت بھی بہم پہنچائی اور اُن سب کے لیے سیاہ لباس تجویز کیا چنانچہ انکے جھنڈے بھی کالے تھے اور بنو عباس کی تائید میں روایتیں شایع کی گئیں اور یہ ظاہر کیا گیا کہ وہ خلیفہ جسکا نام مہدی ہے وہ بنی عباس میں سے ہوگا نہ بنی فاطمہ سے بقول منکرین مہدی یہی وجہ ہے کہ جیسا کہ بنی فاطمہ نے دعویٰ کیا کہ مہدی ہم میں سے ہوگا ایسا ہی بعض روایتیں ایسی بھی پائی جاتی ہیں جن میں لکھا ہے کہ مہدی بنی عباس میں سے ہوگا چنانچہ ایک حدیث میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اذا رأیتم الرایات السود قد جاءت من قبل خراسان فاتوھا فان فیھا خلیفۃ اللہ المھدی۔ یعنی جب تم سیاہ جھنڈے خراسان سے آتے ہوئے دیکھو تو اُنکی طرف آؤ کیونکہ اُن میں خدا کا خلیفہ مہدی ہے۔

اور روایات سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ مہدی کے متعلق عباسیوں اور بنو فاطمہ میں ایک قسم کی حرافت تھی چنانچہ ایک حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نحن ولد عبد المطلب سادۃ اھل الجنۃ انا وحمزۃ وعلی وجعفر والحسن والحسین والمھدی۔ ہم بنو عبد المطلب اہل جنت کے سردار ہیں۔ مَیں۔ حمزہ۔ علی۔ جعفر۔ حسن۔ حسین۔ اور مہدی۔ (ابن ماجہ) اس فہرست میں حضرت عباس کا نام داخل نہیں کیا گیا حالانکہ وہ بھی بنی عبد المطلب میں سے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جاں نثار خدام میں سے تھے۔ اس فہرست میں حضرت عباس کا ذکر نہ کرنا صاف طور پر ظاہر کر رہا ہے کہ بنو فاطمہ اور بنو عباس میں باہم حرافت تھی جسکی وجہ سے اس روایت کے بیان کرنیوالے نے عمداً حضرت عباس کے نام کو چھوڑ دیا۔

یہ ہیں دلایل مختصراً اُن لوگوں کے جو مہدی کے وجود سے منکر ہیں۔ ان دلایل کو

خواہ ہم صحیح بھی مان لیں تو ان سے یہ نتیجہ ہرگز نہیں نکلتا کہ مہدی کا وجود ایک خیالی چیز ہے۔ ان دلائل سے تو اتنا ہی ثابت ہوتا ہے کہ مختلف لوگوں نے اپنے اپنے مطلب کے مطابق مہدی کے متعلق حدیثیں وضع کر لی تھیں۔ اس سے یہ نتیجہ نکالنا کہ مہدی کوئی نہیں اور سارا مہدی کا قصہ ایک افسانہ ہے بڑی غلطی ہے۔ اگر مختلف قوموں نے مہدی کے متعلق یہ دعویٰ کیا کہ مہدی ہم میں سے ہوگا تو اس سے مہدی کا عدم وجود لازم نہیں آتا۔ برخلاف اس کے یہ دعاوی اس امر کی شہادت ہیں کہ مہدی کے آنیکے متعلق پیشگوئی کی گئی تھی۔ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی مہدی کے آنیکی پیشگوئی نہ کی ہوتی تو اگر ایک فریق نے یہ دعویٰ کیا تھا کہ مہدی ہم میں سے ہوگا تو چاہیئے تھا کہ دوسرا فریق بڑی زور سے اس امر کی تردید کرتا کہ مہدی کی پیشگوئی کہاں ہے اور کب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی خلیفہ مہدی نامی کی خبر دی تھی۔ یہ تمہارا افترا ہے نہ یہ کہ اُنکے دعوے کے مقابل میں یہ کہتے کہ مہدی تم میں سے نہیں ہوگا بلکہ ہم میں سے ہوگا۔ سب فریق مہدی کے وجود کو تسلیم کرتے ہیں صرف اختلاف نسب میں ہے بعض کہتے ہیں کہ مہدی ہم میں سے ہوگا۔ اور دوسرے کہتے ہیں کہ نہیں مہدی ہم میں سے ہوگا۔ اگر کسی مہدی کی پیشگوئی نہ ہوتی تو جھگڑا اس امر کے متعلق نہ ہوتا کہ مہدی کس خاندان میں سے ہوگا بلکہ جب ایک فریق نے دعویٰ کیا تھا کہ مہدی ہماری نسب میں سے ہوگا تو دوسری پارٹیوں کو چاہیئے تھا کہ یک زبان ہوکر مہدی کے وجود سے ہی انکار کرتے اور مدعی فریق سے مطالبہ کرتے کہ مہدی کی پیشگوئی کس نے کی اور کب کی۔ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی مہدی کی پیشگوئی نہیں کی تھی تو مہدی کا خیال ہی کس طرح پیدا ہوا غرض اگر مان بھی لیا جاوے کہ مہدی کے متعلق مختلف خاندانوں نے اپنے اپنے مطلب کے مطابق تخت حاصل کرنیکی غرض سے روایتیں گھڑ لی تھیں اور اُن میں اختلاف تھا تو بجائے اس کے کہ ہم اس اختلاف سے یہ نتیجہ نکالیں کہ سرے سے مہدی کے وجود سے ہی انکار کریں۔ ہمیں یہ نتیجہ

نکالنا چاہیئے کہ ضرور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مہدی کے آنیکی پیشگوئی کی تھی جس کے متعلق خود غرض لوگوں نے اپنے اپنے ڈھب کی روایتیں بنالیں۔ غرض یہ اختلاف مہدی کے وجود کو قطعی ثابت کرتا ہے اور اس امر کی ایک شہادت ہے کہ ضرور مہدی کے آنیکی خبر دی گئی تھی۔ مگر اس امر سے انکار نہیں ہو سکتا کہ واقعات کے ساتھ بہت کچھ زائد باتیں ملا دی گئی ہیں اور مہدی کی پیشگوئی پر غور کرتے وقت احتیاط سے کام لینا چاہیئے۔

اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب روایات متعلقہ مہدی میں اس قدر اختلاف ہے، تو ہمارے پاس کیا ذریعہ ہے کہ ہم حق اور کذب میں تمیز کر سکیں، وہ کونسا معیار ہے جس کے ذریعے ہم یہ معلوم کر سکیں کہ فلاں حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ کی بات ہے اور فلاں حدیث کسی کا افترا ہے۔ یا ایک روایت کا کونسا حصہ اصلی ہے اور کونسا حصہ اس میں زائد کیا گیا ہے؟ بظاہر ایک شخص اس اختلاف کو دیکھکر کہیگا کہ یہ ایک ایسی اُلجھن ہے جسکو سلجھانے کا کوئی ذریعہ نہیں اور مایوسی کے ساتھ اس بحث سے دست بردار ہوگا۔ مگر خوش قسمتی سے یہ امر ایسا نہیں ہے کہ ہم مایوسی کے ساتھ اسکو چھوڑ دیں بلکہ ہمارے پاس ایسا ذریعہ ہے جس سے ہم ایک صحیح اور یقینی نتیجہ تک پہنچ سکتے ہیں۔ یاد رکھنا چاہیئے کہ ان روایات میں کسی گذشتہ تاریخی واقعہ کا ذکر نہیں کہ ہم اس اختلاف کو دیکھکر گھبرا جائیں اور نہ کہہ سکیں کہ اصل واقعہ کیا تھا بلکہ ان روایات اور احادیث میں ایک آئندہ واقعہ کا بیان ہے اس لیے یہ دیکھنے کے لیے کہ کونسی روایت درست ہے اور کونسی نادرست۔ ہمیں راویوں کی طرف رجوع کرنے کی چنداں ضرورت نہیں تا دیکھیں کہ آیا راوی معتبر تھے یا غیر معتبر۔ ان روایات مختلفہ میں جو خدا کے رسول کا کلام ہیں وہ خود وقوع میں آکر اپنی سچائی کا ثبوت دیدیں گی۔ اگر ایک روایت کا مضمون واضح طور پر پورا ہو جائے تو وہ یقیناً نبوت کے سرچشمہ سے نکلی ہوئی روایت ہے۔ اور ہمیں اس

روایت کو قبول کرنا چاہیئے خواہ وہ محدثین کے اصول کے لحاظ سے کیسی ہی ضعیف کیوں نہ ہو۔ اگر چند روایات ایسی ہیں جن میں باہم اختلاف ہے اور ان روایات میں سے ایک روایت کا مضمون پورا ہوگیا ہے اور واقعات اُس کی تصدیق کرتے ہیں تو وہ حدیث درست ماننی پڑے گی اور جو روایات اُس کے مخالف پڑی ہوئی ہیں جو نہ صرف راویوں کے لحاظ سے اعتبار کے قابل نہیں بلکہ انہوں نے پورا ہو کر اپنی سچائی کا ثبوت نہیں دیا اور ایک واقع شدہ حدیث سے مخالف ہیں ایسی روایات کو ہمیں مجبوراً رد کرنا پڑے گا۔ اور اگر ایسی روایات ہیں جو باہم مختلف تو نہیں مگر محدثین کے قواعد کے رو سے ہم انکو صحیح نہیں کہہ سکتے۔ اور ایسی روایات پوری ہو جاویں تو وہ قابل قبول اور سچی ہونگی اور اگر وہ واقع ہو کر اپنی تصدیق نہیں کرتیں تو ہمیں ایسی روایات کو نظر انداز کرنا چاہیئے۔ یہ ایک سلامتی کی راہ ہے اور اس میں کوئی خطرہ کی بات نہیں جو احادیث پوری ہو جاویں وہ یقیناً سچی ہیں اور اس میں کچھ شک نہیں کہ وہ خدا کے نبی کا کلام ہیں اور جو احادیث ایسی ثابت شدہ احادیث کے مخالف پڑی ہوئی ہیں اور ان میں باہم کسی طرح تطبیق نہیں ہو سکتی اور محدثین کے معیار سے بھی اعلیٰ طبقہ کی احادیث نہیں ہیں تو ہمیں چاہیئے کہ ایسی مخالف احادیث کو چھوڑ دیں اور اُن احادیث کو لے لیں جنہوں نے پورا ہو کر اپنی تصدیق آپ کی ہے۔ اُن کے قبول کرنے میں ہمیں کوئی خطرہ نہیں اور دوسری احادیث میں سے جو باہم مختلف تو نہیں مگر محدثین کے معیار کے رو سے ضعیف یا مطعون ہیں ایسی احادیث میں سے جو پوری ہو جائیں اُنکو ضرور قبول کر لینا چاہیئے اور جو پوری نہ ہوں اُنکو نظر انداز کر دینا چاہیئے اگر احادیث اور روایات کا ایک کثیر حصہ ایک مدعی کی تصدیق کر رہا ہے تو ہمیں اس حصہ کو قبول کرنا پڑیگا خواہ ایسی روایتیں بھی موجود ہوں جو اُس کے زمانہ میں پوری نہیں ہوئیں خصوصاً جب ایسی روایتیں جو پوری نہیں ہوئیں خود مجروح اور ضعیف اور غیر صحیح مانی گئی

ہیں اور ہمارا فرض ہے کہ جو ایک بڑا حصہ احادیث کا پورا ہوگیا ہے اسکی بنا پر مدعی کی تصدیق کریں اور اس بات پر نہ اڑیں کہ سب روایات کیوں پوری نہیں ہوئیں جب احادیث میں آپس میں اختلاف ہے اور نیز روایات ضعیف مجروح۔ مطعون اور غیر صحیح ہیں اور بہت سی موضوع بھی ہیں تو پھر کس طرح ممکن تھا کہ سب کی سب پوری ہوتیں۔ ایسی صورت میں کل احادیث اور روایات واخبار کے پورا ہونیکی امید کرنا ایک خیال خام ہے۔ ایسی صورت میں انصاف ہمیں اس امر پر مجبور کرتا ہے کہ جب ایک بڑا حصہ احادیث اور روایات کا پورا ہوگیا ہے تو انکی بنا پر ہم مدعی کی تصدیق کریں۔ جو احادیث پوری ہوگئی ہیں وہ یقیناً سچی تھیں خواہ انہیں محدثین کی اصطلاح کی رو سے ضعیف احادیث بھی شامل ہوں۔ کیونکہ سچی احادیث ہی پوری ہوسکتی تھیں۔ اس اصول کو مدنظر رکھکر میں مہدی کے مضمون پر بحث کرونگا۔ اس اصول کے اختیار کرنیکے سوا اور کوئی راہ نہیں۔ یہی سلامتی کی راہ ہے۔ مگر میں یہاں یہ بیان کردینا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ مہدی کے بارہ میں ایک بڑی غلط فہمی واقع ہوئی ہے جسکی وجہ سے بعض مشکلات پیدا ہوگئے ہیں۔ اگر اس غلط فہمی کو دور کردیا جاوے تو مہدی کا مسئلہ بہت صاف ہوجاتا ہے اور جو غبار اور دھند روایات پر پھیل رہا ہے اسکا ایک بڑا حصہ نابود ہوجاتا ہے اور بہت سے اختلافات دور ہوجاتے ہیں۔ ایک خطرناک غلطی کی گئی ہے جس نے مہدی کی احادیث کو بہت پیچیدہ کردیا ہے اور جب اس غلطی کو دور کردیا جاوے گا تو یہ مسئلہ ایسا صاف ہوجائے گا کہ ایک بچہ بھی اسکو سمجھ سکیگا انشاء اللہ تعالیٰ۔

قائلین مہدی

مگر پیشتر اس کے کہ میں اس غلطی کو ظاہر کروں میں یہ بیان کرنا ضروری سمجھتا ہوں

کہ جو لوگ مہدی کے آنے کے قایل ہیں انکا مذہب مہدی کے متعلق کیا ہے۔ مہدی کے قائل زیادہ تر تین قسم کے لوگ ہیں۔ اول شیعہ جو محمد بن حسن عسکری کو مہدی خیال کرتے ہیں۔ وہ بیان کرتے ہیں۔ کہ محمد بن حسن عسکری جو امام حسین رضی اللہ عنہ کی اولاد سے تھے بچپن میں ہی غار سامرہ میں غائب ہو گئے تھے اور جب انکے ظہور کا وقت آئیگا تو وہ غار سے نکلیں گے۔ شیعہ ہر وقت اُنکے خروج کے انتظار میں لگے ہوئے ہیں ہر روز کوتل گھوڑے لیکر غار کے دروازہ پر جاتے ہیں اور پکار پکار کر کہتے ہیں اُخرج یا مولٰنا اُخرج یا مولٰنا مگر اب تک اُنکے خیالی مہدی نے اُنکی پکار کا کوئی جواب نہیں دیا۔ شیعہ یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ جب مہدی غار سے ظاہر ہوگا تو شیعوں کے سوا سب کو قتل کر دیگا بلکہ صحابہ کرام بھی اُس کے زمانہ میں قبروں سے زندہ کیے جاویں گے اور حضرت علی اور چند اور شخصوں کے سوا کل صحابہ کو بھی قتل کر دیگا اور خدا تعالیٰ صحابہ کو دوبارہ اس لیے زندہ کریگا کہ مہدی اُن سے انتقام لے۔ دوسرا گروہ وہ ہے جنکا اعتقاد ہے کہ مہدی بنی فاطمہ میں سے امام حسن یا امام حسین کی اولاد سے ہوگا۔ تیسرا گروہ وہ ہے جنکا اعتقاد ہے کہ مہدی مسیح موعود کا ہی دوسرا نام ہے ملاحظہ ہو حجج الکرامہ صفحہ ۲۸۷۔ پہلے گروہ یعنی شیعہ کا اعتقاد تو اس قابل ہی نہیں کہ اُسکی کوئی تردید کیجاوے اُسکی لغویت اُسکی تردید کے لیے کافی ہے اور مَیں نہیں چاہتا کہ اس بحث میں پڑ کر اپنا اور اپنے ناظرین کا وقت ضائع کروں۔ مَیں صرف باقی دو گروہ کے عقائد پر بحث کروں گا اور یہ دکھانے کی کوشش کرونگا کہ ان دو میں کون حق پر ہے وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم۔ ان دو گروہوں میں سے پہلے گروہ کا یہ عقیدہ ہے کہ مسیح موعود اور شخص ہے اور مہدی اور شخص ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو بجسمہ العنصری قریباً اُنیس سو ۱۹۰۰ سے ذوسرے آسمان پر بیٹھے ہوئے ہیں وہ آخر زمانہ میں فرشتوں کے کاندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے آسمان سے اُتریں گے

اور مہدی بنی فاطمہ میں سے حسن یا حسین کی اولاد میں سے پیدا ہوگا اور تلوار کے زور سے اسلام کو زمین میں پھیلائے گا۔ یعنی ایک آسمان سے اُترے گا دوسرا زمین سے حسن یا حسین کی اولاد میں سے پیدا ہوگا۔ گویا انکے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو مختلف پیشگوئیاں کیں جو دو مختلف اشخاص کے متعلق تھیں۔ دوسرا گروہ بھی پہلے گروہ کی طرح یہ یقین کرتا ہے کہ مسیح موعود آسمان سے ہی اُتریں گے مگر اُنکا اعتقاد ہے کہ اُسی آسمان سے اُترنیوالے کا نام مہدی بھی ہے مہدی کوئی شخص نہیں ہوگا۔ میرا یقین ہے کہ مسلمانوں میں یہ اختلاف دربارہ مہدی و مسیح واقع نہ ہوتا اگر مسلمان ایک قابل افسوس غلطی میں نہ پڑتے۔

مسیح کی آمد ثانی

افسوس ایک سخت غلطی کی گئی جسکی وجہ سے مسلمانوں کو مہدی کی پیشگوئی کے سمجھنے میں بڑا مغالطہ ہوا۔ مسیح کو مہدی سے الگ کیوں سمجھا گیا۔ اس لیے کہ مسیح کی نسبت مسلمانوں کا یہ غلط خیال تھا کہ وہ آسمان پر زندہ بیٹھا ہوا ہے۔ اس لیے یہ اُنکے وہم وگمان میں بھی نہیں آسکتا تھا کہ مسیح اور مہدی ایک ہی ہو سکتے ہیں اگر مسلمانوں کو معلوم ہوتا کہ مسیح کبھی اس جسم کے ساتھ آسمان پر نہیں چڑھا بلکہ دوسرے آدمیوں کی طرح فوت ہوا اور زمین میں دفن کیا گیا تو وہ کبھی یہ خیال نہ کرتے کہ مسیح موعود آسمان سے آئیگا اور مہدی زمین سے ظاہر ہوگا۔ اصل وجہ اس غلطی کی یہی باطل خیال ہے۔ مسیح فوت ہوگئے جیسا کہ ہر ایک شخص جو ماں کے پیٹ سے پیدا ہوتا ہے فنا ہو جاتا ہے[1] مجھے یہاں وفات مسیح کے دلائل پیش کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ اُس کے متعلق سیر کن بحثیں ہو چکی ہیں۔ میں صرف

[1] ہر آنکہ زاد بناچار بایدش نوشید ۔ ز جام دہر مئے کل من علیہا فان

اتنا ظاہر کرنا چاہتا ہوں کہ یہی غلط خیال کہ مسیح آسمانوں پر زندہ ہے مسیح و مہدی کی پیشگوئی کے سمجھنے میں ٹھوکر کا موجب ہوا ہے۔ مسلمانوں نے یہ خیال عیسائیوں سے لیا اور انکی طرح یہ سمجھتے رہے کہ مسیح اسی خاکی جسم کے ساتھ آسمان کی طرف پرواز کر گئے اور اگرچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کلمات طیبات سے صاف معلوم ہو رہا تھا کہ مہدی اور مسیح ایک ہی ہیں۔ مگر مسلمان عام طور پر اس امر کو نہ سمجھ سکے کیونکہ انکے خیال کے بموجب یہ بات نہایت ہی ناہونہار اور غیر ممکن تھی کہ مسیح جو آسمان پر بیٹھا ہے اور مہدی جو زمین سے ظاہر ہوگا دونوں ایک ہی ہو سکتے ہیں۔ اس لیے مسیح کے لیے تو وہ آسمانوں کی طرف دیکھتے رہے اور مہدی کو بنی فاطمہ میں تلاش کرتے رہے۔ کبھی امام حسنؓ کے خاندان کی طرف نظر کرتے اور کبھی امام حسینؓ کی اولاد میں اسکو ڈھونڈتے۔ کبھی عباسیوں کی طرف دیکھتے اور کبھی بنو امیہ کے خاندان میں تلاش کرتے۔ کبھی عام امت میں سے اس کے ظہور کا انتظار کرتے۔ اور کبھی غار سامرہ کی طرف دوڑتے ہوئے جاتے۔ مگر باایں ہمہ مہدی اور مسیح کے ایک ہونیکا ثبوت ایسا صاف تھا کہ ان میں سے ایک گروہ نے باوجود اس اعتقاد کے کہ مسیح آسمان پر ہیں پھر بھی یہ اعتقاد ظاہر کیا کہ مہدی بھی مسیح ہی کا نام ہے۔ مہدی کسی دوسرے شخص کا نام نہیں۔ افسوس شیعوں کے اعتقاد پر کہ مہدی غار سامرہ میں غایب ہوگیا اور اپنے وقت پر غار سے نکلیگا ہنسی کی جاتی ہے مگر سنیوں کا اعتقاد کچھ اس سے کم لغو نہیں کہ مسیح مٹی کے بدن کے ساتھ آسمان پر چڑھ گیا اور انیس سو ۱۹۰۰ سال سے آسمان پر اسی خاکی جسم کے ساتھ بیٹھا ہوا ہے اور آخری دنوں میں فرشتوں کے کندھوں پر ٹیک لگائے ہوئے آسمانوں سے اتریگا۔ اگر لغویت میں دونوں عقیدوں کا موازنہ کیا جاوے تو شیعہ لوگوں کے اعتقاد کی نسبت سنیوں کے اعتقاد کا پلہ بھاری رہیگا۔ مجھے سمجھ نہیں آتا کہ جب اپنے گھر میں ایسے بیہودہ اعتقادات رکھے جاتے ہیں تو شیعوں کے اعتقاد پر کیوں ہنسی کی جاتی ہے۔ کیا انکا عقیدہ شیعوں کے عقیدہ

سے کم لغو ہے۔

اب یہاں یہ سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ اگر عیسیٰ بن مریم وفات پا چکے ہیں اور وہ دوبارہ دنیا میں نہیں آئیں گے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس پیشگوئی کے کیا معنی ہیں جس میں لکھا ہے کہ عیسیٰ بن مریم آخری زمانہ میں نزول فرماویں گے سو واضح ہو کہ اس پیشگوئی میں عیسیٰ بن مریم سے ایک ایسا شخص مراد ہے جو عیسیٰ بن مریم سے روحانی مشابہت رکھتا ہو۔ اور جو شخص الٰہی صحیفوں سے مس رکھتا ہے اُسکو اس سے کوئی انکار نہیں ہو سکتا۔ اس قسم کی ایک مثال پہلے بھی موجود ہے۔ بنی اسرائیل کو وعدہ دیا گیا تھا کہ مسیح کی آمد سے پہلے ایلیا دوبارہ آسمان سے نازل ہوگا اور مسیح ظاہر نہ ہوگا جب تک کہ ایلیا دوبارہ آسمان سے نہ اُترے۔ مسیح آگیا مگر ایلیا آسمان سے نہ اُترا۔ جب حضرت مسیح سے سوال کیا گیا کہ اگر تم اپنے دعوے مسیحیت میں سچے ہو تو ایلیا کہاں ہے جس نے آسمان سے اُترنا تھا۔ تو حضرت مسیح نے جواب دیا کہ جس نے ایلیا کو دیکھنا ہو وہ یوحنا بپتسمہ دینے والے کو دیکھ لے۔ یہی ایلیا ہے چاہو مانو چاہو نہ مانو۔ پس حضرت مسیح کے نزدیک کسی شخص کے دوبارہ آنے سے مراد ایک ایسے آدمی کا ظہور تھا جو اُسکی خو بو پر آئے اور جسکو پہلے سے روحانی مشابہت ہو۔ چونکہ مسلمان اور عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سچا رسول اور بنی اسرائیل کے لیے مسیح یقین کرتے ہیں اس لیے ہر دو قوموں کو اس سے چارہ نہیں کہ وہ حضرت مسیح کی توجیہ کو قبول کریں اور جو معنے انہوں نے ایک شخص کے دوبارہ آنے کے کیے اُنکو سچا قرار دیں۔ مگر خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ آنیکے متعلق جو پیشگوئی ہے وہ بھی بعینہ ایلیا کے دوبارہ آنے کی پیشگوئی کی طرح ہے اس لیے جو معنے ایلیا کے دوبارہ آنیکے کیے گئے انہی معنوں میں آہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ آنیکی پیشگوئی کو لینا چاہیئے۔ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توجیہ دربارہ آمد ثانی ایلیا درست ہے تو وہی دوسری صورت میں بھی درست ہونی چاہیئے۔ کیونکہ دونوں صورتیں بالکل ایک ہی طرز اور رنگ کی ہیں۔

اگر ہم یہ اصرار کریں کہ خود عیسیٰ علیہ السلام ہی دوبارہ واپس دنیا میں تشریف لاویں تب ہی پیشگوئی پوری ہو سکتی ہے تو ہمیں پھر یہ بھی ماننا پڑے گا کہ یہودی بھی حق پر تھے اور انکا مطالبہ کہ (ایلیا بذات خود واپس آنا چاہیئے) درست تھا اور انکا انکار جائز تھا۔ مگر اگر یہودیوں کا مطالبہ درست تھا اور وہ حق پر تھے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سچے نبی نہیں ٹھہر سکتے کیونکہ ضروری تھا کہ مسیح کے ظہور سے پہلے ایلیا دوبارہ آئے مگر ایلیا نہ آیا۔ اگر ہم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سچا نبی سمجھتے ہیں تو جو معنے انہوں نے ایلیا کے دوبارہ آنیکے کیے ہیں انکو قبول کرنا چاہیئے اور اس قسم کی ہر ایک پیشگوئی کے وہی معنے کرنے چاہئیں جو حضرت مسیح نے کیے۔ اگر یہودی حضرت مسیح کا انکار کرکے اور آپ کی توجیہ کو رد کرکے ملزم ٹھہرتے ہیں تو آجکل کے عیسائی اور مسلمان اور بھی زیادہ الزام کے نیچے آتے ہیں کیونکہ یہود کے پاس پہلے اس قسم کی کوئی مثال موجود نہ تھی اور ہمارے پاس ہے ہمارا فرض ہے کہ ہم اس نمونہ سے فائدہ اٹھائیں اور پھر وہی غلطی نہ کریں جو یہود نے کی تھی۔

ایک اور امر بھی ہے جسپر غور کرنیسے یہ امر صاف ہو جاتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری زمانہ کے خلیفہ کا نام کیوں عیسیٰ بن مریم رکھا۔ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مثیل تھے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے انا ارسلنا الیکم رسولا شاھدًا علیکم کما ارسلنا الیٰ فرعون رسولًا (المزمل) یعنی ہم نے تمہاری طرف ایک ایسا ہی رسول بھیجا ہے جیسا کہ ہم نے فرعون کی طرف حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بھیجا تھا اور یہ رسول تم پر گواہ ہے۔ جیسا حضرت موسیٰ علیہ السلام شریعت لائے تھے۔ ایسا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک شریعت لائے۔ مگر قرآن شریف صرف ان ہر دو نبیوں میں ہی مشابہت قائم نہیں کرتا بلکہ ان ہر دو کے سلسلوں کو بھی باہم مشابہت دیکر ہر دو کے خلفا میں مماثلت قائم کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے۔ وعد اللہ

الذین آمنوا منکم وعملوا الصٰلحٰت لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم (النور) یعنی خدا تعالیٰ اس اُمت کے مومنوں اور عمل صالح کرنیوالوں سے وعدہ کرتا ہے کہ انکو زمین میں اسی طرح خلفاء بنائیگا جسطرح کہ اُن سے پہلے حضرت موسیٰ کی اُمت میں خلفاء بنائے۔ پس خدا تعالیٰ صرف بانیان سلسلہ میں ہی مشابہت قائم نہیں کرتا بلکہ دونوں سلسلوں کو بھی باہم مماثل ٹھہراتا ہے اور وعدہ کرتا ہے کہ جسطرح پہلوں کو خلفاء بنایا گیا اسی طرح اس اُمت میں بھی خلفاء بنائے جائیں گے جب دونوں سلسلے باہم مماثل ٹھہرے اور سلسلہ کے بانی بھی ایک دوسرے کے مثیل ہوئے تو اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ محمدی سلسلہ کے آخری خلیفہ کو موسوی سلسلہ کے آخری خلیفہ سے مشابہت ہونی چاہیئے اور دونوں ایک دوسرے کے مثیل ہونے چاہئیں۔ اسی مماثلت کو ظاہر کرنیکے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری زمانہ کے خلیفہ کا نام عیسیٰ بن مریم رکھا۔ مگر یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری زمانہ کے خلیفہ کو عیسیٰ ابن مریم کہنے پر بس نہیں کی بلکہ صاف طور پر فرمادیا کہ وہ عیسیٰ بن مریم تم میں سے ایک تمھارا امام ہوگا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ پیشگوئی اپنے دل سے بناکر نہیں کہی بلکہ خدا تعالیٰ نے یہ الفاظ آپ کی زبان مبارک پر جاری کیے اور بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ ایک شخص کا نام دوسرے شخص کو دیتا ہے اور اس سے غرض صرف روحانی مشابہت کو ظاہر کرنا ہوتا ہے۔ جیسا خدا تعالیٰ نے یوحنا بپتسمہ دینے والے کا نام ایلیا رکھا ایسا ہی اُس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آخر زمانہ کے خلیفہ کا نام عیسیٰ بن مریم رکھا۔ کیونکہ جسطرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام موسوی خلفاء میں سب سے آخری تھا ایسا ہی مہدی بھی آخر زمانہ کا خلیفہ ہوگا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علماء اُمتی کانبیاء بنی اسرائیل۔ اس سے بھی پایا جاتا ہے جیسا موسوی سلسلہ کے انبیاء کے آخر میں عیسیٰ ابن مریم آیا تھا ایسا ہی محمدی سلسلہ کے آخر

میں بھی ایک عیسیٰ بن مریم آئے۔

اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صرف اتنا ہی فرماتے کہ عیسیٰ بن مریم آئے گا۔ تو اس کے یہ معنے نہیں ہو سکتے تھے کہ وہی عیسیٰ بن مریم آئیگا جو وفات پا چکا ہے بلکہ یہ کہ ایک شخص عیسیٰ بن مریم کے رنگ پر ان کا مثیل آئیگا مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف عیسیٰ بن مریم پر کفایت نہیں کی بلکہ صاف فرمادیا کہ وہ جو عیسیٰ بن مریم کے نام پر آئیگا وہ تم میں سے تمہارا ایک امام ہوگا۔ اور صحیح بخاری و صحیح مسلم جو کتب احادیث میں اول نمبر پر شمار کیجاتی ہیں اسکی تصدیق کرتی ہیں۔ صحیح بخاری میں ہے کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم و امامکم منکم۔ یعنی تمہارا اُسوقت کیسا حال ہوگا جب تم میں ابن مریم نازل ہوگا اور وہ تم میں سے تمہارا ایک امام ہوگا۔ قریب قریب یہی الفاظ صحیح مسلم میں ہیں اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی پر اکتفا نہیں کیا کہ آنیوالے خلیفہ کا نام ابن مریم رکھا بلکہ صاف الفاظ میں فرمادیا کہ وہ تم میں سے ہی تمہارا ایک امام ہوگا۔ کوئی بیرونی شخص نہیں ہوگا۔

اس طرح ہم دو امور سے فایدہ اُٹھا سکتے ہیں۔ ایک تو ہم اپنے پہلے تجربہ سے سبق حاصل کر سکتے ہیں جو ہمیں ایلیاس کے دوبارہ آنیکی پیشگوئی سے حاصل ہوا دوسرے ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس بیان سے ہدایت حاصل کر سکتے ہیں کہ آنیوالا عیسیٰ بن مریم تم میں سے تمہارا ایک امام ہوگا۔ مگر میں جیسا اوپر بیان کر آیا ہوں مسلمانوں کو ایک سخت غلطی نے اس پیشگوئی کے سمجھنے سے روکا۔ اُنکا یہ خیال تھا کہ عیسیٰ ابن مریم اسی جسم کے ساتھ زندہ آسمان پر چڑھ گئے تھے اور وہی عیسیٰ ابن مریم دوبارہ دنیا میں آئیں گے اور اس غلطی کا اصل باعث عیسائیوں کا باطل عقیدہ ہے۔ اور چونکہ اُنکا خیال تھا کہ وہی عیسیٰ ابن مریم دوبارہ واپس آئیں گے اس لیئے اُنکو مندرجہ بالا حدیث کے سمجھنے میں بڑی مشکل پیش آئی۔ اور حدیث کے لفظوں کو مروڑ کر ان میں سے

ایک نئے معنے بڑے تکلف کے ساتھ نکالے گئے تا انکے اس خیال کی تردید نہ ہو کہ وہی عیسیٰ ابن مریم آئیں گے جو ہم سے پہلے تھے بلکہ بنی اسرائیل میں سے تھے۔ حدیث کے سادہ معنوں کو نظر انداز کیا گیا اور کوشش کی گئی کہ حدیث اُن کے مخالف نہ پڑے۔ اس حدیث کے یہ معنے کیے گئے کہ عیسیٰ ابن مریم تم میں نازل ہوگا مگر وہ تمھارا امام نہ ہوگا بلکہ تمھارا امام ایک اور شخص ہوگا جو تم میں سے ہوگا۔ ان نرالے معنوں کے وقت انکو یہ خیال نہ آیا کہ مسیح موعود کو حکمًا عدلًا بھی کہا گیا ہے اگر وہ آکر ہمارے امام بھی نہ ہوں گے تو وہ حکم و عدل کس طرح کہلا سکتے ہیں۔ ان لفظوں کا وہی مفہوم ہے جو امام کا ہے اور یہ لازمی ہے کہ حکم عدل امام ہو۔ علاوہ اس کے مسیح کا اس دور دراز مقام سے سفر کرنیکا فائدہ ہی کیا ہے اگر وہ زمین پر آکر امام کے درجہ سے بھی محروم کیے جائیں گے۔ اس سے بڑھ کر اور کوئی بات لغو نہیں ہو سکتی کہ مسیح آسمان سے نازل ہو مگر یہاں آکر اسکو امامت کا درجہ بھی نصیب نہ ہو۔ اگر اس نے ہمارا امام نہیں بننا تھا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکی آمد کی پیشگوئی ہی کیوں کی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ خبر دینا کہ آخری زمانہ میں مسیح آئیگا اور وہ حکم عدل ہوگا صاف ظاہر کر رہا ہے کہ جب وہ آئے تو ہم پر اسکی اتباع لازم ہے اور ہمارا فرض ہے کہ ہم اسکو قبول کریں اور اس کے ہر ایک حکم کی تعمیل کرنیکے لیے تیار ہوں یعنی اسکو اپنا امام بنائیں۔ افسوس امامکم منکم کے ایسے معنے کیے جاتے ہیں جن سے مسیح کو امامت کے درجہ سے بھی محروم کیا جاتا ہے۔ وہ مسیح کیسا جو امام بھی نہیں۔ ہمارے علماء اس حدیث کے ایسے معنی کرتے ہیں کہ خود حدیث ہی لغو ٹھہرتی ہے اور مسیح کی آمد کی پیشگوئی ایک بے معنی اور بے فائدہ امر ٹھہرتا ہے۔ اگر مسیح ہمارا امام بھی نہیں بلکہ کوئی اور شخص امام ہے تو مسیح کے آنیکا کیا فائدہ؟ اور اس پیشگوئی کی کیا غرض ہے؟ غرض مسلمانوں کا

یہ غلط عقیدہ جو وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق رکھتے ہیں انکو ایک خطرناک غلطی میں ڈالنے کا موجب ہوا ہے۔ اور ان کے لیے بہتر ہے کہ وہ اس بیہودہ عقیدہ سے باز آئیں اور توبہ کریں۔ نہ عیسائی وہ دن دیکھیں گے اور نہ انکے ہم خیال مسلمان وہ دن دیکھیں گے جب مسیح آسمان سے اُترے۔ اگر یہودیوں نے ایلیا کا آنا آسمان سے مشاہدہ کر لیا ہے تو عیسائی بھی اور ہمارے مخالف مسلمان بھی مسیح کا آسمان سے اُترنا دیکھیں گے۔ اگر یہودیوں کی امیدیں پوری نہیں ہوئیں تو عیسائی بھی یاد رکھیں اور ہمارے مخالف مسلمان بھی یاد رکھیں کہ وہ کبھی وہ دن نہ دیکھیں گے جب مسیح آسمان سے فرشتوں کے کندھوں پر ہاتھ دھرے ہوئے اُترے۔

مہدی اور مسیح ایک ہیں

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق مسلمانوں کے غلط عقائد نے انکو جن جن غلطیوں میں ڈالا ہے اُنہیں سے ایک یہ بھی ہے کہ مسیح اور مہدی دو الگ الگ شخص سمجھے گئے۔ درحقیقت ایک ہی شخص کے دو لقب تھے مگر غلطی سے انکو دو مختلف اشخاص کے نام سمجھا گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیح موعود کو مہدی کا لقب دیکر یہ ظاہر کیا کہ وہ اسی اُمت میں سے ہوگا مگر ہمارے علماء کو یہ وہم میں بھی نہیں آسکتا تھا کہ مسیح موعود اس اُمت میں سے ہوگا اس لیے انہوں نے یہ خیال کیا کہ مہدی کسی دوسرے شخص کا نام ہے یعنی مسیح موعود اور ہے اور مہدی اور ہے۔ مندرجہ ذیل دلائل سے صاف طور پر انشاء اللہ ثابت ہو جائیگا کہ مہدی اور مسیح درحقیقت ایک ہی شخص کے دو مختلف نام ہیں۔

دلیل اوّل۔ پہلی دلیل جس سے ثابت ہوتا ہے کہ مسیح اور مہدی ایک ہیں خود لفظ مہدی کے مفہوم میں پائی جاتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو بطور لقب کے استعمال کیا ہے اس لفظ کے معنے ہیں ہدایت یافتہ اور احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لفظ کو صرف مہدی موعود کے لیے ہی استعمال نہیں کیا بلکہ دیگر اشخاص کے متعلق بھی یہی لفظ استعمال کیا ہے۔ چنانچہ بعض احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ لفظ اپنے خلفاء کے متعلق عام طور پر استعمال کیا چنانچہ آپ نے فرمایا اوصیکم بتقوی اللّٰہ والسمع والطاعۃ و ان امر علیکم عبد حبشی فانہ من یعش منکم بعدی فسیری اختلافاً کثیرا فعلیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین المھدیین (رواہ احمد بن حنبل و ابو داؤد والترمذی و ابن ماجہ والحاکم) یعنی میں تمکو تقویٰ اور نیک بات کے قبول کرنے اور فرمانبرداری کی وصیت کرتا ہوں خواہ ایک حبشی غلام تم پر امیر بنایا جاوے۔ کیونکہ تم میں سے جو میرے بعد زندہ رہیگا وہ بڑے بڑے اختلاف دیکھے گا۔ اُسوقت تم پر لازم ہے کہ میرے طریق پر چلو اور میرے خلفاء کی سُنّت پر چلو جن میں سے ہر ایک رشید ہے اور ہر ایک مہدی ہے۔ اس حدیث سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلفاء مہدی ٹھہرتے ہیں۔ پھر جریر کہتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسکی چھاتی پر ہاتھ پھیر کر اُسکے حق میں دعا کی اللّٰھم اجعلہ ھادیا مھدیا۔ یعنی اے خدا اس کو ہدایت دینے والا اور مہدی بنا۔ (رواہ ابن شیبہ) ایسا ہی بعض احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فاتح قسطنطنیہ کا نام مہدی رکھا اور ان احادیث کے رُو سے محمد ثانی فاتح قسطنطنیہ مہدی تھا جس نے قسطنطنیہ کو ۱۴۵۳ء میں فتح کیا۔

ان احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ مہدی کوئی ایسا لفظ نہیں جو کسی خاص شخص کا

تام ہو بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر ایک خلیفہ مہدی کہلا سکتا ہے۔ اس سے یہ صاف
نتیجہ نکلتا ہے کہ چونکہ مسیح موعود سب سے بڑا خلیفہ ہے اس لیے وہ مہدیوں میں سب سے بڑا
مہدی ہے خود علمائے اسلام اقرار کرتے ہیں کہ مہدی موعود اور مسیح موعود میں سے
مسیح افضل ہے۔ یعنی مسیح موعود مہدی اکبر ہے۔ صدیق حسن خاں حجج الکرامۃ میں
لکھتا ہے۔ شوکانی در توضیح گفتہ ...... ولاشك ان عیسیٰ اکمل من المھدی۔
(صفحہ ۳۸۵)۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب مہدی اکمل یعنی مسیح موعود موجود
ہوگا تو چھوٹے مہدی کی ضرورت ہی کیا ہوگی۔ اس سے بھی عجیب تر یہ بات ہے کہ ہمارے
مخالف علما کہتے ہیں کہ مسیح موعود امام نہیں ہوگا بلکہ دوسرا مہدی جو درجہ میں مسیح موعود
سے کمتر ہے امام ہوگا۔ یہ عجیب بات ہے کہ چھوٹا مہدی امام ہو اور بڑا مہدی جو مسیح
موعود ہے اُسکا تابع ہو۔ جب یہ قبول کیا جاتا ہے کہ مسیح موعود مہدی اکبر ہے یعنی آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے خلفاء میں سے سب سے بڑا مہدی مسیح موعود ہے تو پھر طبعی طور پر
یہ نتیجہ پیدا ہوتا ہے کہ مہدی موعود سے مراد مسیح موعود ہی ہے جو سب سے بڑا مہدی ہے۔
یعنی جس بڑے مہدی کا وعدہ دیا گیا ہے اُس سے مراد مسیح موعود ہی ہے۔

دوسری دلیل جس سے مہدی اور مسیح کا ایک ہونا ثابت ہوتا ہے یہ ہے کہ دونوں کا
ایک ہی زمانہ میں ظاہر ہونا بیان کیا جاتا ہے۔ اسلام اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ
ایک ہی وقت میں مسلمانوں کے دو امیر ہوں۔ ایک وقت میں ایک ہی امام وقت
ہو سکتا ہے۔ اور میں اوپر دکھا آیا ہوں کہ مسیح موعودؑ کی نسبت آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ تم میں سے تمہارا ایک امام ہوگا۔ اس لیے اُس وقت میں سوائے
مسیح موعود کے اور کوئی امام نہیں ہو سکتا۔ اس مشکل کو اس طرح حل کرنے کی کوشش کی گئی
ہے کہ امامت مہدی کو ملیگی اور مسیح مہدی کا وزیر ہوگا۔ یہ بات صرف غیر معقول ہی نہیں
کیونکہ یہ کس طرح مانا جائے کہ چھوٹا امام بنایا جاوے اور بڑا اُسکا تابع۔ بلکہ یہ بات بے بنیاد

بھی ہے۔ کیا صدہا سال کے گذرنے کے بعد مسیح آسمان سے عہدہ وزارت پر ممتاز ہونیکے لیے ہی نازل ہوگا؟ مگر ہم اس توجیہ کو بھی خوشی سے قبول کر لیتے اگر احادیث میں کھلے طور پر یہ نہ لکھا ہوتا کہ مسیح موعود ہم میں سے ہمارا امام ہوگا۔ پھر اس کی نسبت لکھا ہے کہ وہ حَکَم عَدَل ہوگا۔ اور وہ حَکَم عَدَل کس طرح ہو سکتا ہے جب وہ امام ہی نہ ہو بلکہ دوسرے شخص کا تابع ہو۔ پھر ایک اور بات ہے جس سے ہمارے مخالف علماء کی ساری توجیہیں خاک میں ملجاتی ہیں۔ امامکم منکم کی تو وہ توجیہ کرتے ہیں کہ یہ الفاظ مسیح موعود کے متعلق نہیں (حالانکہ اس حدیث میں سوائے مسیح موعود کے اور کسی کا ذکر نہیں) بلکہ ایک اور شخص کے متعلق ہیں جسکا نام مہدی ہے اور جو اس اُمّت میں سے ہوگا اور وہی امام ہوگا نہ مسیح۔ مگر میں اُن سے پوچھتا ہوں کہ ان الفاظ کی تم زبردستی سے پھیر پھار کر توجیہ کرلو مگر مسیح موعود کی نسبت تو صاف لکھا ہے اماماً عدلاً اور اماماً مقسطاً ان الفاظ کی کیا توجیہ کروگے کیا ان الفاظ کو بھی تم اُلٹ پھیر کر کسی اور آدمی کی طرف لگادوگے۔ ان الفاظ میں صاف طور پر مسیح موعود کو امام کہا گیا ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ دوسرے الفاظ امامکم منکم کے جو مسیح موعود کی حدیث میں صحیح مسلم و صحیح بخاری میں آئے ہیں وہ بھی اماماً مقسطاً و اماماً عدلاً کی طرح مسیح موعود کی نسبت ہی ہیں۔ پس اس میں کچھ شک نہیں کہ مسیح موعود ہم میں سے ہمارا ایک امام ہوگا اور یہ جو بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ مسیح موعود نماز میں امام نہیں بنے گا بلکہ امت کے ایک شخص کے پیچھے نماز ادا کرے گا اس سے مسیح موعود کے امام وقت ہونے میں کوئی فرق نہیں آتا۔ کیونکہ نماز میں امام ہونا یہ فضیلت ایک ایسے شخص کو بھی اس اُمّت میں مل سکتی ہے جو اپنے زمانہ کا امام نہ ہو یہ ایک شرف ہے جو اس اُمّت کو دیا گیا ہے۔ اس اُمّت کے ہر ایک فرد کو ایک عزت عطا کی گئی ہے اور وہ بغیر امام وقت ہونیکے نماز میں پیش امام ہو سکتا ہے

اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ وہ اپنے زمانہ کا امام ہے۔
تیسری دلیل جس سے مسیح اور مہدی کا ایک ہونا ثابت ہوتا ہے یہ ہے کہ مہدی کے متعلق مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ وہ قریشی ہوگا۔ خواہ حسن کی اولاد سے ہو یا حسین کی اولاد سے۔ خواہ بنی فاطمہ سے ہو یا بنی عباس سے۔ غرض عام مسلمانوں کے اعتقاد کے بموجب وہ قریشی ہوگا مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسیح موعود کے زمانہ میں قریش سے ملک چھین لیا جاوے گا۔ صدیق حسن خاں حجج الکرامہ صفحہ ۴۲۵ پر لکھتا ہے۔ وسلب شود دریں زمان او ملک از قریش۔ حدیث میں ہے یسلب الملک من قریش۔ اس سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ مسیح موعود کے زمانہ میں کوئی قریشی مہدی نہیں ہو سکتا اور مسیح موعود ہی اپنے زمانہ کا امام اور امیر ہوگا۔ اس مشکل کو حل کرنیکے لیے بھی ایک بیہودہ کوشش کی گئی ہے صدیق حسن خاں اپنی کتاب حجج الکرامہ کے صفحہ ۳۸۲ پر لکھتا ہے۔ ابن حجر گفتہ معنے سلب ملک قریش آنست کہ بعد نزول عیسیٰ ایشاں را اختصاص بہ چیزے باوجود او بدوں مراجعت وے باقی نماند۔ یعنی مسیح موعود کے زمانہ میں قریش کی امامت کے سلب ہونیکے یہ معنے ہیں کہ مسیح کے نزول کے بعد قریش کو کسی چیز کے ساتھ خصوصیت نہیں رہیگی اور مسیح کی موجودگی میں بغیر اس کے مشورہ اور اتفاق رائے کے کسی امر کا فیصلہ نہیں کر سکیں گے۔ یہ عجیب امامت ہے کہ قریش نام کو تو امام ہوں مگر ہر ایک امر کے فیصلہ کے لیے وہ مسیح موعود کے محتاج ہوں اور انکو کسی امر میں حکم دینے کا کوئی اختیار حاصل نہ ہو۔ حدیث میں صاف لکھا ہے کہ قریش سے امارت چھین لی جائیگی اس میں کسی اور تاویل کی گنجائش نہیں اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ مسیح موعود کے زمانہ میں کوئی قریش امیر یا امام نہ ہوگا۔ مہدی کی نسبت لکھا ہے کہ اسکی رائے صائب ہوگی اور وہ اپنے حکم میں خطا نہیں کریگا اور وہ ایسا فیصلہ دیگا کہ اگر خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہوتے

تو وہ بھی وہی فیصلہ دیتے اور ایک فرشتہ مہدی کی رہنمائی کریگا۔ حجج الکرامہ صفحہ ۳۶۵ پر ہے نیست ظلم در حکم او و نہ عیب۔ پھر صفحہ ۳۲۴ پر مہدی موعود کے متعلق لکھا ہے۔ وے حکم نکند مگر بالقائے ملک مسدد کہ او تعالی سوئے او فرستادہ باشد۔ و ذٰلک ھو الشرع المحمدی لو کان محمد صلعم حیا و رفعت تلک النازلۃ لہ لم یحکم فیھا الا بحکم المھدی۔ یعنی مہدی کیلیے خدا تعالی ایک فرشتہ بھیجیگا اور وہ فرشتہ یہ کے القا کے بموجب ہر ایک امر میں فیصلہ کریگا اور اُسکا فیصلہ عین شرع محمدی کے مطابق ہوگا چنانچہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہوتے اور وہ معاملہ آپ کی خدمت میں پیش کیا جاتا تو آپ وہی فیصلہ دیتے جو مہدی نے دیا۔ پھر مہدی کی صفت میں ہے یقفو اثری ولا یخطی یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مہدی موعود میرے نقش قدم چلیگا اب وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلیگا اور اُس کے فیصلہ میں خطا نہیں ہوگی تو اُسکو کسی مشیر کی ضرورت ہی کیا ہوگی۔ اور اگر مسیح موعود نے صرف مشیر بننے کے لیے ہی آنا تھا تو اُس کے آنیکی ہی کیا ضرورت تھی۔ مہدی کو مسیح کے مشورہ کی کوئی ضرورت نہیں اور مسیح کو ضرورت نہیں کہ وہ آسمان سے اُترنے کی تکلیف اُٹھائیں۔ مہدی ہر ایک بات میں صایب رائے رکھیگا اور اُسکو کسی دوسرے انسان کے مشورہ کی ضرورت نہیں۔ اگر اسی لیے مسیح نے آسمان سے آنا تھا تو وہ آنیکی تکلیف نہ اُٹھائیں۔ مہدی موعود کو آسمانی مسیح کی خدمات کی ہرگز کوئی ضرورت نہیں۔ ایسی صورت میں یسلب الملک من قریش کی یہ توجیہ لغو ٹھہرتی ہے کہ سلب ملک کے یہ معنے ہیں کہ مہدی بغیر مشورہ مسیح موعود کے کسی امر میں کوئی فیصلہ نہ کرسکیگا اور اُسکو کسی امر میں خصوصیت اور اختیار نہ رہیگا۔

چوتھی دلیل - میں پہلے ایک حدیث صحیح بخاری سے نقل کرچکا ہوں جس سے

معلوم ہوتا ہے کہ مسیح موعود ہم میں سے ہمارا امام ہوگا۔ اور میں اس بات کا ذکر بھی کر آیا ہوں کہ امامکم منکم کے ایک نرالے معنے کیے جاتے ہیں اور کہا جاتا ہے کہ ان الفاظ کے یہ معنے ہیں کہ مسیح موعود تمہارا امام نہ ہوگا بلکہ ایک اور شخص تم میں سے تمہارا امام ہوگا۔ اگر ان معنوں کو صحیح تسلیم کر لیا جاوے تو ہمارے مخالف علماء کے سامنے ایک اور دقت پیش آتی ہے جسکا حل کرنا دشوار ہے۔ انکی رائے میں مہدی اور مسیح دو الگ الگ شخص ہیں جن میں سے مہدی امام ہے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ان دو میں سے پہلے کون وفات پائیگا۔ اسکا جواب دیا جاتا ہے کہ مہدی پہلے وفات پائیگا اور مسیح اس کے بعد ۷ یا ۹ سال زندہ رہیگا۔ ملاحظہ ہو حجج الکرامہ صفحہ ۴۲۸۔ اب یہ سوال ہے کہ مہدی کے مرنیکے بعد حضرت عیسیٰ کی زندگی میں خلیفہ کون مقرر ہوگا۔ حضرت عیسیٰ تو بقول ہمارے علماء کے خلیفہ و امام نہیں ہو سکتے کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ امامکم منکم کے یہ معنے ہیں کہ مسیح امام و خلیفہ نہیں ہوگا بلکہ خلیفہ مہدی ہوگا اور مسیح تابع ہوگا۔ پس اس توجیہ کے بموجب مسیح موعود خلیفہ و امام نہیں ہو سکتا۔ ضرور ہے کہ انکی زندگی میں کوئی اور امام ہو۔ اب جب مہدی موعود پہلے وفات پا گئے اور مسیح زندہ رہے تو مسیح کی زندگی میں مہدی کی وفات کے بعد کون خلیفہ ہوگا۔ ہمارے مخالف علماء اس سوال کا جواب دیں۔ مسیح موعود تو امیر و امام نہیں ہو سکتا کیونکہ امامکم منکم کے معنے یہ کیے جاتے ہیں کہ مسیح امام نہیں ہوگا بلکہ امام کوئی اور شخص ہوگا۔ اب جبتک مہدی زندہ تھے وہ امام ہے۔ جب مہدی وفات پا گئے اور مسیح بعد میں زندہ رہ گئے تو اب خلیفہ کون بنایا جائے۔ اگر مولویصاحبان کی توجیہ امامکم منکم کی صحیح ہے تو انکو چاہیئے کہ مہدی کی وفات کے بعد مسیح موعود کی زندگی میں کوئی اور شخص امامت کے لیے تلاش کریں۔ اگر وہ نہیں بتلا سکتے کہ مہدی موعود کی وفات کے بعد مسیح موعود کی زندگی میں وہ کون شخص ہوگا جو امام بنایا جائیگا اور جسکی اتباع کا مسیح موعود کو شرف حاصل ہوگا تو انکو چاہیئے کہ

اپنی توجیہ سے باز آئیں اور جو اماماً منکم کے صاف صاف معنے ہیں کہ مسیح موعود تم میں سے تمہارا ایک امام ہوگا ان معنوں کو قبول کریں جیسا کہ اماماً مقسطاً و اماماً عدلاً سے اس بات کا ثبوت ملتا ہے کہ مسیح ہی امام ہوگا نہ کوئی اور۔

پانچویں دلیل۔ مہدی اور مسیح کا ایک ہونا اس سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ بہت سی باتیں ایسی ہیں جو مہدی کے متعلق بیان کی گئی ہیں اور وہی باتیں بعینہٖ مسیح موعود کے بارہ میں بھی بیان کی گئی ہیں جن سے اُنکی وحدت کا پتہ ملتا ہے۔

(۱) دونوں کا زمانہ ظہور ایک ہی بیان کیا جاتا ہے۔

(۲) دونوں کے متعلق لکھا ہے کہ وہ ۴۰ سال دنیا میں کام کریں گے۔ مسیح موعود کے بارے میں لکھا ہے کہ وہ چالیس سال دنیا میں رہے گا یعنی چالیس سال کام کریگا۔ مہدی کے بارہ میں اگرچہ روایات کا اختلاف ہے مگر چالیس سال والی روایت کو ترجیح دیگئی ہے اور عام عقیدہ یہی ہے کہ وہ چالیس سال دنیا میں کام کریگا۔

(۳) دونوں کے متعلق بیان کیا گیا ہے کہ وہ مال لوگوں میں تقسیم کریں گے۔ مہدی کے متعلق ابوداؤد ام سلمہ سے روایت کرتا ہے یقسم المال ویعمل فی الناس بسنة نبیهم صلعم یعنی مہدی مال تقسیم کریگا اور لوگوں میں انکے نبی کی سنت پر عمل کریگا۔ ایسا ہی مسیح کی نسبت صحیحین میں ہے کہ یفیض المال حتی لا یقبله احد۔ یعنی مسیح موعود لوگوں میں مال بہا دیگا یہانتک کہ اُسکو کوئی نہ لیگا یعنی بہت کثرت سے مال دیگا۔ پس مال تقسیم کرنے میں بھی دونوں میں وحدت ہے۔ مگر یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ یہاں مال سے سونا چاندی مراد نہیں ہے بلکہ علم کی دولت مراد ہے چنانچہ یہ بات حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قول سے واضح ہوتی ہے۔ صدیق حسن خان حجج الکرامہ کے صفحہ ۳۹۶ پر لکھتا ہے علی مرتضیٰ گفتہ رحمت خدا باد بر بلدہ طالقان کہ آنجا خدا را خزاین است امانہ از زر و سیم بلکہ مردمان اند کہ خدا را شناختہ اند حق معرفت او

وایشاں انصار مہدی باشند اخرجہ ابونعیم۔ ممکن ہے کہ طالقان قادیان سے بگڑا ہوا ہو۔ مگر طالقان خواہ کوئی جگہ ہو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے اس قول سے یہ بات تو واضح ہو جاتی ہے کہ خزاین اور مال سے کیا مراد ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ خزاین سے مراد علم و معرفت الٰہی ہے اور یہ دولت یعنی معرفت الٰہی وعلم کی دولت انصار مہدی کو دی جائے گی۔

(۴) دونوں کے متعلق لکھا ہے کہ وہ خونریزی نہیں کرینگے۔ حضرت مسیح موعود کے متعلق یضع الحرب کی حدیث تو ہر ایک شخص جانتا ہے۔ مہدی کے متعلق صدیق حسن خان لکھتا ہے۔ بیدار نکند مہدی نایم را و نریزد خون را و مقاتلہ کند بر سنت و ترک نہ دہد ہیچ سنت را مگر آنکہ قایم سازد آنرا۔ و نہ ہیچ بدعت را مگر آنکہ بردارد آنرا۔ وقایم شود دین اسلام در آخر زمان بزمانہ او چنانکہ بود در اول زمان بعہد سعادت عہد آنحضرت صلعم۔۔۔۔ ابن حجر ایں علامات را در ذکر مہدی در قول مختصر آوردہ (حج الکرامہ صفحہ ۳۶۳) یعنی مہدی سونیوالوں کو بھی نہیں جگائیگا اور کوئی خونریزی نہیں کریگا اور سنت قایم کرے گا اور بدعت دُور کریگا اور اسلام اپنی اصلی حالت پر آجائیگا جیسا کہ آنحضرت صلعم کے زمانہ میں تھا۔ اس بیان سے معلوم ہوا کہ جیسا مسیح موعود کے متعلق بیان کیا گیا ہے کہ وہ جنگوں کا خاتمہ کر دے گا ایسا ہی مہدی موعود کے متعلق ہے کہ وہ بڑے امن سے کام کریگا کوئی خونریزی نہیں کرے گا۔ یہانتک کہ سونیوالوں کو بھی بیدار نہیں کرے گا۔ ناظرین مہدی کی یہ علامات سنکر شاید چونک اُٹھیں گے کہ وہ مہدی جس کی نسبت علما بیان کرتے تھے کہ وہ خون کی ندیاں بہا دیگا اُسی مہدی کے متعلق ایسی علامات لکھی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ کوئی خونریزی نہیں کریگا۔ مگر یہ قصور مُلا لوگوں کا ہے کہ وہ ایسی علامات کو نظر انداز کر دیتے ہیں اور اپنے ڈھب اور مذاق کی باتوں کو پسند کرتے ہیں اور لوگوں میں شایع کرتے ہیں چونکہ ایسی علامات

اُنکے مذاق کے مطابق نہیں اس سبب سے وہ انکو مخفی رکھتے ہیں۔

(۵) مہدی اور مسیح دونوں کی نسبت لکھا ہے کہ علماء بے بصیرتی سے اُنکی تکفیر کریں گے

مسیح موعودؑ کے متعلق سید احمد سرہندی اپنی کتاب مکتوبات میں لکھتے ہیں کہ علماء

مسیح موعودؑ کے لطیف نکات اور عمیق معارف کو سمجھ نہیں سکیں گے اور اُسپر کفر کا فتویٰ

لگائیں گے۔ ایسا ہی مہدی موعودؑ کے متعلق لکھا ہے کہ علماء اُسکی تکفیر کریں گے۔

صدیق حسن خاں لکھتا ہے۔ چوں مہدی علیہ السلام مقاتلہ بر احیاء سنت و اماتت

بدعت فرمائد علماء وقت کہ خوگر تقلید فقہاء و اقتداء مشائخ و آباء خود باشند گویند ایں

مرد خانہ برانداز دین و ملت ما است و بمخالفت برخیزند و بحسب عادت خود حکم بتکفیر

و تضلیل وے کنند۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مہدی موعودؑ کا ظہور علماء کی امیدوں

کے مطابق نہیں ہوگا۔ کیونکہ اگر علماء کی ساری امیدیں دربارہ مہدی پوری ہوتیں

اور وہ عین اُن کے خیال کے مطابق ظاہر ہوتا تو کوئی وجہ نہ تھی کہ وہ اُسکی تکفیر کرتے۔

(۶) دونوں کے متعلق لکھا ہے کہ وہ عدل و انصاف قایم کریں گے یعنی جھوٹ

کی بیخکنی کریں گے اور راستی کو قایم کریں گے۔ مسیح موعودؑ کے متعلق لکھا ہے اماماً

عدلاً وحکماً مقسطا۔ اور مہدی کے متعلق ہے یملأ الارض قسطاً و

عدلاً۔ دونوں کے حق میں بالکل ایک ہی قسم کے الفاظ استعمال کیے گئے ہیں

دونوں کے حق میں قسط و عدل کے لفظ استعمال کیے گئے ہیں۔

(۷) جیساکہ مہدیؑ کی نسبت ہے کہ وہ اسلام کو سب مذاہب پر غالب کرے گا۔

ایسا ہی مسیح موعودؑ کے متعلق ہے کہ یھلک اللہ فی زمنہ الملل کلھا الا الاسلام

یعنی اللہ تعالیٰ مسیح موعودؑ کے زمانہ میں کل مذاہب کو تباہ کر دیگا سوائے اسلام کے۔

(۸) مسیح و مہدی کے حلیوں میں بھی تطابق پایا جاتا ہے۔ مسیح موعودؑ کے متعلق ہے

آدم کاحسن ما انت رائی من ادم الرجال۔ یعنی وہ گندم گوں ہوگا جیساکہ

نہایت ہی خوبصورت گندم گوں لوگ ہوتے ہیں (حجج الکرامہ صفحہ ۴۲۴) ایسا ہی مہدی کے متعلق ہے

آدم ضرب من الرجال یعنی وہ گندم گون ہو گا جیسا کہ اس ملک کے گندم گوں لوگ ہوتے ہیں (نعیم بن حماد)

اسجگہ اس امر کا بیان کردینا مناسب ہوگا کہ جو حلیہ اسرائیلی مسیح کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا ہے وہ اُس حلیہ سے بالکل مختلف ہی جو آپ نے آنیوالے مسیح کا بیان فرمایا ہے۔ جس سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ آنیوالا مسیح وہی اسرائیلی مسیح نہیں جو ۱۹۰۰ سال ہوئے شام کے ملک میں پیدا ہوا تھا بلکہ ایک دوسرا شخص ہے۔ اور جب یہ دیکھا جاوے کہ آنیوالے مسیح کا حلیہ مہدی معہود کے حلیہ سے ملتا ہے تو انسان اس نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ آنیوالا مسیح اور مہدی ایک ہی ہیں مسیح موعود کے حلیہ کا اسرائیلی مسیح کے حلیہ سے مختلف ہونا اور مہدی موعود کے حلیہ کے مطابق ہونا اس امر کا یقینی ثبوت ہے کہ آنیوالا مسیح اسرائیلی مسیح نہیں اور یہ کہ مہدی اور مسیح ایک ہی شخص کے دو نام ہیں۔

(۹) مسیح و مہدی دونوں کی نسبت لکھا ہے کہ وہ دو چادروں میں ظاہر ہونگے۔ مہدی کی نسبت لکھا ہی علیہ عبائیتان قطوانتان کانہ من رجال بنی اسرائیل (رواہ ابونعیم) یعنی مہدی پر دو روشن چادریں ہوں گی گویا وہ بنی اسرائیل میں سے ایک شخص ہے۔ مسیح موعود کے متعلق لکھا ہے کہ وہ بین مہرودتاین یعنی دو زرد چادروں میں آئیگا (رواہ ترمذی) علم تعبیر کے رو سے دو زرد چادروں سے مراد دو بیماریاں ہیں جو ہمیشہ مسیح موعود کے ساتھ رہیں۔

(۱۰) دونوں کی نسبت لکھا ہے کہ وہ زمین سے خزانے نکالیں گے۔ مہدی کی نسبت لکھا ہی کہ وہ زمین کے خزانوں کو نکالیں گے جنمیں ایک خزانہ وہ ہوگا جو کعبہ کے نیچے مدفون ہے۔ ابونعیم مہدی کی نسبت لکھتا ہی کہ یستخرج الکنوز و یفتح مدائن الشرک۔ یعنی مہدی خزانوں کو نکالے گا اور شرک کے قلعوں اور شہروں کو فتح کریگا۔ مسیح موعود کے متعلق صدیق حسن خاں صفحہ ۴۲۴ پر حجج الکرامہ میں لکھتا ہے۔ ظاہر شوند کنوز و خزائن در زمان او۔ میں اوپر حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول نقل کرکے دکھا چکا ہوں کہ ان خزانوں سے مراد سونے اور

چاندی کے خزانے نہیں ہیں بلکہ علم کے خزائن مراد ہیں اور اس کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ مہدی کی نسبت لکھا ہے کہ وہ کعبہ کا خزانہ نکالیگا۔ کعبہ کے نیچے بے شک ایک بڑا خزانہ ہے۔ یہی خزانہ تھا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں میں تقسیم کیا اور دنیا کو علم و حکمت کے خزائن سے مالا مال کر دیا۔ جو خزانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لائے تھے وہ کعبہ کا ہی خزانہ تھا۔ کعبہ سے ہی الٰہی علوم اور معارف و اسرار کے خزانے دنیا میں تقسیم کیے گئے۔ مگر خدا تعالیٰ کے خزانے بے حد و بے شمار ہیں۔ کوئی انکی حد بندی نہیں کر سکتا۔ مہدی کے لیے بھی لکھا تھا کہ وہ بھی کعبہ کے خزائن کو باہر نکالیگا اور لوگوں کو علم کی دولت سے مالا مال کر دیگا اور حکمت و معرفت کے خزانے دنیا میں تقسیم کریگا۔ جس نے ان خزائن کو دیکھا ہو وہ مہدی موعودؑ کی کتابوں کو دیکھ لے۔

(۱۱) دونوں کی نسبت لکھا ہے کہ وہ خدا سے الہام پائیں گے اور یہ کہ خدا کا فرشتہ آسمان سے مہدی و مسیح پر نازل ہوگا۔ صدیق حسن خاں صفحہ ۴۳۱ پر لکھتا ہے عیسیٰ را بعد نزول وحی الٰہی آید۔ اور اس کے ثبوت میں حدیث پیش کرتا ہے اور پھر لکھتا ہے وظاہر است کہ آئندہ وحی بسوئے او جبریل علیہ السلام باشد بلکہ ہمین یقین داریم و دران تردد نمی کنیم چہ جبریل سفیر خداست درمیان انبیاء علیہ السلام و فرشتہ دیگر برائے ایں کار معروف نیست ابوحاتم در تفسیر خود آوردہ وکل جبریل بالکتب و بالوحی الی الانبیاء و آنکہ بر السنہ عامہ مشہور شدہ کہ نزول جبریل بسوئے ارض بعد موت رسول خدا صلعم نشود بے اصل محض است۔ و در چند حدیث نزول او بر زمین آمدہ۔ پھر مہدی کے متعلق صفحہ ۳۴۴ پر لکھتا ہے پس وے حکم نکند مگر بالقاء ملک مسدد کہ او تعالیٰ بسوئے او فرستادہ باشد۔

(۱۲) دونوں کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تاکید فرمائی کہ جاکر انکی زیارت کرو مہدی کے متعلق فرمایا کہ اُس کے پاس جاؤ خواہ برف کے پہاڑوں پر سے تمہیں ہاتھ پاؤں اور گھٹنوں کے بل چلنا پڑے اور مسیح کے متعلق فرمایا کہ جب وہ ظاہر ہو تو جاکر

اُسکو میرا سلام پہنچاؤ۔ غرض جو کچھ مسیح موعودؑ کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا وہی باتیں مہدی کے متعلق فرمائیں چنانچہ مہدی و مسیح کی احادیث کو متواتر المعنی
مانا گیا ہے۔ اس سے صاف طور پہ یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ دونوں ایک ہی شخص کے دو لقب ہیں
چھٹی دلیل۔ مسیح موعودؑ کی دو حیثیتیں ہیں۔ ایک طرف وہ اسرائیلی مسیح کا مثیل اور
اُس سے مشابہت رکھتا ہے اس لیے اُسکا نام عیسیٰ بن مریم رکھا گیا۔ دوسری طرف
وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خلیفہ ہے اس لیے اسکا نام مہدی رکھا گیا۔ اور
کہا گیا کہ وہ خُلق میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہ ہوگا نہ خَلق میں اور کہا گیا کہ المہدی
منّی۔ یعنی مہدی مجھ سے ہے یعنی مجھ سے روحانی مشابہت و تعلق رکھتا ہے۔ چونکہ آخری زمانہ
کے خلیفہ کے دو کام تھے ایک عیسائیوں کی اصلاح اور دوسرا مسلمانوں کی اصلاح۔
اس لیے پہلے کام کے لحاظ سے اُسکا نام عیسیٰ بن مریم رکھا گیا اور دوسرے کام کی لحاظ
سے اُسکو مہدی کہا گیا۔ اور احادیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مہدی میں دو مشابہتیں
ہونگی۔ صدیق حسن خاں لکھتا ہے۔ عبداللہ بن الحارث گفتہ بیروں آید مہدی واو
درعمر چہل سالگی باشد گویا مردے از بنی اسرائیل است اخرجہ نعیم بن حماد پھر مہدی
کی نسبت لکھا ہے علیہ عبائتان قطوانیتان کانہ من رجال بنی اسرائیل
(رواہ ابو نعیم) یعنی مہدی پر دو روشن چادریں ہونگی گویا وہ بنی اسرائیل میں سے
ایک آدمی ہے۔ پھر صدیق حسن خاں صفحہ ۳۰۴ پر لکھتا ہے۔ رویانی در مسند و ابونعیم
از حذیفہ روایت کردہ اند مرفوعاً کہ مہدی مردے از اولاد من است رنگ او رنگ
عربی است و جسم او جسم اسرائیلی۔ ان احادیث سے صاف معلوم ہو رہا ہے کہ مہدی دو
شانوں کا جامع ہوگا۔ اُس میں اسرائیلی شان بھی پائی جائیگی اور عربی یا اسماعیلی شان
بھی پائی جائیگی۔ اسرائیلی شان کے رو سے اُسکا نام عیسیٰ ہوگا اور اسماعیلی شان
کے رو سے اسکا نام احمدؐ ہوگا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مہدی میں اسرائیلی شان

بیان فرماکر صاف طور پر ظاہر کر دیا کہ وہ اسرائیلی اور اسماعیلی شان کا جامع ہوگا۔ یہ اشارہ اس بات کی طرف ہے کہ اُسکا نام احمدؐ بھی ہوگا اور عیسیٰ بھی ہوگا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ گویا مہدی ایک مرد بنی اسرائیل میں سے ہے اس لحاظ سے اُسکا نام عیسیٰ رکھا گیا اور چونکہ وہ عربی شان بھی رکھتا تھا اس لیے اُسکا نام احمدؐ ہوا۔

ساتویں دلیل۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیف تھلک امة انا اولھا و عیسی بن مریم اٰخرھا۔ یعنی یہ امت کس طرح ہلاک ہو سکتی ہے جس کے اول میں ہوں اور آخر میں عیسیٰ بن مریم ہے۔ پھر فرمایا۔ خیر ھٰذہ الامة اولھا و اٰخرھا۔ اولھا فیھم رسول اللہ واٰخرھا فیھم عیسی بن مریم و بین ذٰلک فیج اعوج لیسوا منی ولست منھم۔ یعنی اس اُمت میں دو گروہ سب سے بہتر ہیں ایک پہلا گروہ جسمیں میں ہوں اور ایک آخری گروہ جس میں عیسیٰ بن مریم ہے اور ان دونوں گروہوں کے درمیان ایک ٹیڑھی جماعت ہے جو مجھ سے نہیں اور نہ میں اُن سے ہوں۔ (ملاحظہ ہو حجج الکرامہ صفحہ ۴۲۳) ان احادیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُمت کے لیے دو محافظ ہی بیان فرمائے ہیں۔ اول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود۔ دوسرے مسیح موعودؑ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی تیسرے محافظ کا نام بیان نہیں فرمایا۔ اگر مسیح موعودؑ کے ساتھ آخر زمانہ میں کسی الگ مہدی نے بھی آنا تھا تو آپ آخری دنوں کیلیے دونوں کا نام لیتے نہ صرف مسیح موعودؑ کا۔ خصوصاً جب یہ دیکھا جائے کہ ان دو میں سے مہدی نے امام اور خلیفہ ہونا تھا اور مسیح موعودؑ نے مہدی کا تابع اور وزیر بننا تھا۔ تعجب ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تابع اور وزیر کا تو نام لیں کہ وہ آخری دنوں میں آپکی اُمت کیلیے بطور دیوار کے ہوگا مگر جس محافظ کا جس نے امام اور امیر المومنین بننا تھا اُسکا نام نہ لیں۔ اگر ایک ہی کا نام لینا تھا تو چاہیئے تھا کہ امام کا نام لیتے نہ تابع اور وزیر کا۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف دو گروہوں کا نام لیا ہے ایک صحابہ کا گروہ۔ دوسرے مسیح موعودؑ کے اصحاب کا گروہ۔

مہدی کے گروہ کا نام نہیں لیا۔ جس سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ مہدی کوئی الگ شخص نہیں اس لیے اسکی جماعت بھی کوئی الگ نہیں وہی شخص مسیح بھی ہے اور مہدی بھی۔ اس لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اپنی اُمت کے لیے دو محافظوں کا نام لیا تو ایک اپنا ذکر فرمایا اور دوسرے مسیح موعودؑ کا نام لیا۔ اور گروہ بھی دو ہی بیان فرمائے ایک اپنا گروہ دوسرے مسیح موعودؑ کی جماعت۔ (اللّٰھم اجعلنا منھم) ہاں ایک تیسری روایت بھی ہے اور وہ یہ ہے لن تھلک اُمّۃ انا فی اولھا والمھدی فی اوسطھا وعیسیٰ فی اٰخرھا۔ یعنی اُمت ہلاک نہیں ہوگی کیونکہ اس کے اوّل میں میں ہوں۔ درمیان میں مہدی ہے اور آخر میں عیسیٰ ہے۔ مگر اگر اس حدیث کو صحیح بھی مان لیں پھر بھی اس حدیث سے ہمیں کوئی سروکار نہیں۔ کیونکہ یہ کسی ایسے مہدی کا ذکر کرتی ہے جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اور مسیح موعودؑ کے زمانہ کے درمیان ظاہر ہونا تھا۔ اور ہماری بحث اسکے متعلق ہے کہ آخر زمانہ میں سوائے مسیح موعودؑ کے کوئی الگ مہدی نہیں ہوگا۔ مسیح موعود ہی مہدی معہود ہوگا اور کوئی ایسی حدیث نہیں جسمیں لکھا ہو کہ آخری زمانہ میں اس اُمت کے دو شخص محافظ ہوں گے ایک مسیح موعود اور ایک مہدی معہود۔ اگر درمیانی زمانہ میں کوئی مہدی ہوا تو اسکو ہونے دو وہ ہماری بحث کے نیچے نہیں آسکتا۔ یہ روایت ایک اور وجہ سے بھی قابل توجہ نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف دو گروہوں کا نام لیا ہے۔ کسی تیسرے گروہ کا نام نہیں لیا جو کسی الگ مہدی کا گروہ ہو۔ اگر وسطی زمانہ میں کسی عظیم الشان مہدی نے آنا تھا تو چاہیئے تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُس مہدی کی جماعت کا بھی نام لیتے۔ مگر بجائے اس کے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی درمیانی زمانہ کے گروہ کا نام لیں آپ بڑے پُر زور الفاظ میں اس امر کی تردید فرماتے ہیں کہ ان دونوں گروہوں کے درمیان کوئی گروہ ہو جو ان دو گروہوں کے ساتھ ذکر کرنے کے قابل ہو بلکہ فرماتے ہیں کہ ان دونوں گروہوں کے درمیان کے لوگ ٹیڑھے لوگ ہیں جنکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی تعلق نہیں اس سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ مہدی موعودؑ وسطی زمانہ میں ظاہر

نہیں ہوتا تھا۔ اور اس اُمت میں دو ہی گروہ ہیں جو بہترین اُمت ہیں اور اس اُمت کے دو ہی عظیم الشان محافظ ہیں ایک خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے مسیح موعودؑ یہ دو اس اُمت کے لیے بطور دو دیواروں کے ہیں۔ دوسری دیوار کا نام مسیح بھی ہو اور مہدی بھی۔ اس میں شک نہیں کہ درمیانی زمانہ میں بھی بڑے بڑے پاک اور بزرگ لوگ گذرے ہیں مگر وہ اُن ستاروں کی طرح ہیں جو شب تاریک میں ظاہر ہوتے ہیں عام لوگ بڑی بڑی غلطیوں میں مبتلا رہے۔

یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ غازی مہدی کا عقیدہ انہی لوگوں کی ایجاد ہو جنکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فیج اعوج یعنی ٹیڑھا گروہ فرمایا۔ بلکہ جو جو غلط اعتقادات اب اسلام کے لیے موجب عار ہو رہی ہیں وہ سب اسی ٹیڑھے زمانہ میں پیدا ہوئی اور مسیح موعودؑ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی لیے حکماً عدلاً کہا کہ وہ اس ٹیڑھے گروہ کی ٹیڑھی باتوں کو سیدھا کریگا۔ یہ جو لکھا ہے کہ مہدی اور مسیح کو علمار کافر کہیں گے یہ بھی اسی لیے کہ اُس نے آکر انکو انکی غلطیوں پر متنبہ کرنا تھا۔ اور انکے غلط اور فاسد اعتقادات کو رد کرنا تھا۔

جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف دو گروہ کا ذکر فرمایا اسی طرح خدا تعالیٰ بھی سورۂ جمعہ میں صرف دو جماعتوں کا ہی ذکر فرماتا ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہو هو الذی بعث فی الامیین رسولا منهم یتلوا علیهم ایٰته ویزکیهم ویعلمهم الکتٰب والحکمة وان کانوا من قبل لفی ضلٰل مبین واٰخرین منهم لما یلحقوا بهم وهو العزیز الحکیم ذٰلك فضل الله یؤتیه من یشاء والله ذو الفضل العظیم۔ یعنی خدا وہ ہے جس نے مکہ والوں میں انہی میں سے ایک رسول بھیجا جو اُنپر خدا کی آیات پڑھتا ہے انکو پاک کرتا ہو اور اُنکو کتاب و حکمت سکھاتا ہو حالانکہ وہ پہلے کھلی بھول میں تھے اور اسی خدا نے ایک پیچھے آنیوالی جماعت میں بھی ایک رسول انہی میں سے بھیجا یہ جماعت ابھی صحابہؓ کے ساتھ نہیں ملی مگر ملجائیگی اس سے تعجب نہیں کرنا چاہیئے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہو جسکو چاہے دے۔ جب صحابہؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ وہ پیچھے آنیوالے لوگ کون ہیں تو آپنے سلمان فارسی کے کندھے پر دست مبارک رکھ کر فرمایا لو کان الایمان معلقا

بالثریا لنالہ رجل من ابناء فارس۔ یعنی ایمان ثریا پر بھی چڑھ جائے تو ایک فارسی الاصل شخص
اسکو وہاں سی ہی اتار لائیگا۔ ایک طرف تو آنحضرت صلی اللہ علیہ سلم نے دو گروہ کا ذکر فرمایا جو بہترین اُمت
ہیں دوسری طرف قرآن شریف بھی دو گروہ کا ہی ذکر کرتا ہے جو دوسری اُمت سے ممتاز ہونگے اور آپس
میں گویا ایک ہونگے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ سلم نے جو تفسیر ان آیات کی فرمائی اُس سے معلوم ہوتا ہی کہ
پیچھے آنیوالی جماعت میں جو رسول بھیجا جائیگا وہ فارسی الاصل ہوگا اور وہ ایسی وقت میں ظاہر ہوگا جب
ایمان دنیا سی اُٹھ گیا ہوگا اور وہ اُسکو دوبارہ دنیا میں قایم کریگا اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کا
کہ دو گروہ بہترین اُمت ہیں ایک صحابہؓ کا گروہ دوسرے مسیح موعودؑ کا گروہ قرآن کی آیات سے مقابلہ کرو تو
یہ صاف ظاہر ہو جائیگا کہ جس دوسرے گروہ کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر فرمایا ہی وہ وہی اٰخرین منہم
کا گروہ ہی اور یہ امر ثابت شدہ ہی کہ دوسرا گروہ مسیح موعودؑ کا گروہ ہی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تفسیر سے
معلوم ہوتا ہی کہ اٰخرین منہم کا سردار ایک فارسی الاصل ایک ہی شخص ہی۔ حدیث بھی دو گروہ کا ذکر
کرتی ہی ایک صحابہ کا گروہ۔ دوسرے مسیح موعودؑ کا گروہ اور قرآن شریف بھی دو گروہ کا ہی ذکر فرماتا ہی ایک
صحابہؓ کا گروہ اور دوسرا اٰخرین منہم جو رجل فارسی الاصل کا گروہ ہی۔ پس صاف معلوم ہوا کہ
اٰخرین منہم کا گروہ وہی ہی جو مسیح موعودؑ کا گروہ ہی اور رجل فارسی الاصل مسیح موعودؑ ہی ہے۔ مسیح موعودؑ کا
گروہ بھی آخر میں آنیوالا تھا اور قرآن شریف بھی انکا اٰخرین منہم کے لفظ سی ذکر کرتا ہی۔ مسیح موعودؑ
نے بھی ایسے وقت میں آنا تھا جب ایمان دنیا سی اُٹھ جانا تھا اور رجل فارسی الاصل کی نسبت
بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ اسوقت آئیگا جب ایمان ثریا پر چلا جائیگا۔ اس سے
بھی معلوم ہوتا ہے کہ مسیح موعودؑ اور رجل فارسی الاصل ایک ہی ہی۔ جو کام مسیح موعودؑ کا تھا
وہی رجل فارسی الاصل کا بیان کیا گیا ہی۔ اور وہی مہدی کا کام بیان کیا گیا ہی اور تینوں کے ظہور کا وقت
بھی ایکسا ہی ہی۔ تینوں کی نسبت لکھا ہی کہ وہ دوبارہ ایمان کو دنیا میں قایم کریں گے۔ اس سے
صاف معلوم ہوتا ہی کہ یہ تین الگ شخص نہیں بلکہ شخص واحد کے تین مختلف نام ہیں۔ اگر یہ مان لیا جاوے
کہ رجل فارسی الاصل کوئی الگ شخص ہی جو ایمان کے نابود ہونے کے بعد پھر اُسکو دنیا میں لائیگا تو مسیح موعودؑ

م شخص ہوگا تو اس سی پایا جاتا ہی کہ مسیح موعود اور رجل فارسی الاصل

اور مہدی معہود کا آنا بے فایدہ ٹھہرتا ہی کیونکہ جس کام کیلیے مہدی یا مسیح نے آنا تھا وہ کام تو رجل فارسی الاصل نے ہی کر دیا۔ اب مہدی یا مسیح کی کیا ضرورت رہی اور ایسا عظیم الشان شخص جو گم شدہ ایمان کو پھر دنیا پر لائیگا سوائے مسیح موعود و مہدی معہود کے اور کوئی شخص نہیں ہو سکتا اور اگر کوئی رجل فارسی الاصل ہی جس نے گم شدہ ایمان کو پھر قایم کرنا تھا تو وہ مسیح موعود ہی ہی مسیح موعود اور رجل فارسی الاصل کسطرح دو الگ شخص ہو سکتے ہیں؟ دونوں کا وقت ظہور ایک ہی ہے، دونوں کا کام ایک ہی ہے یعنی گم شدہ ایمان کو پھر دنیا میں قایم کرنا دونوں ایک ہی گروہ کے لیڈر ہیں یعنی دونوں دوسرے گروہ کے امام ہیں۔ نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ سلم نے کسی تیسرے گروہ کا نام لیا نہ قرآن مجید کسی تیسرے گروہ کا نام لیتا ہی حدیث بھی دو گروہوں کا ہی ذکر کرتی ہی ایک صحابہؓ کا گروہ اور دوسرا مسیح موعود کی جماعت اور قرآن مجید بھی دو گروہ ہی کا ذکر کرتا ہی ایک صحابہؓ کا گروہ اور دوسرے آخرین منہم کا گروہ اور جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ سلم نے دونوں گروہوں کو بہترین اُمت بیان فرمایا اور مسیح موعودؑ کی جماعت کو صحابہؓ کی جماعت کے ساتھ ملایا ایسا ہی قرآن مجید بھی آخرین منہم کو جو رجل فارسی الاصل کا گروہ ہے صحابہؓ کے ساتھ ملاتا ہی۔ اب ہمیں کیا شک رہا کہ آخرین منہم مسیح موعود کی ہی جماعت کا نام ہی اور رجل فارسی الاصل مسیح موعودؑ ہی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ سلم کے کلام میں اور قرآن مجید کے بیان میں کسطرح اختلاف ہو سکتا ہی؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ سلم تو ایک گروہ کو بہترین اُمت قرار دیں اور صحابہؓ کے ساتھ انکو ملائیں اور قرآن مجید کسی اور گروہ کو بہترین اُمت قرار دے اور انکو صحابہؓ کے ساتھ ملائے۔ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ سلم کے بیان اور خدا کے کلام میں اختلاف نہیں تو مسیح موعودؑ کا گروہ آخرین منہم سے بھی مختلف نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ سلم نے صاف فرمادیا ہی کہ دو ہی گروہ بہترین اُمت ہیں۔ انکے سوا فیج اعوج ہی۔ اب کسطرح ممکن ہی کہ آخرین منہم ان دو گروہوں میں سے باہر ہو۔ جو باہر ہیں انکو تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فیج اعوج فرمایا۔ پس فیج اعوج میں سے آخرین منہم نہیں ہو سکتی۔ اگر آخرین منہم کوئی گروہ ہے تو مسیح موعودؑ کی ہی جماعت ہے پھر واقعات بھی اسکی تصدیق کرتی ہیں کیونکہ جو شخص مسیح موعود ہو کر آیا اور اپنے نشانات اپنے ساتھ لایا وہ فارسی الاصل ہی تھا۔ اب ہمیں کیا شک رہا کہ آخرین منہم مسیح موعود ہی کا گروہ ہی کوئی اور نہیں۔ فتدبر۔

آٹھویں دلیل۔ مسیح موعود اور مہدی معہود کے ایک ہونیکی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ جن روایات کی بنا پر الگ مہدی کا انتظار کیا جاتا ہے وہ اکثر غیر معتبر ہیں یہانتک کہ بعض نے ان روایات کو قابل اعتبار نہ سمجھ کر خود مہدی کے وجود سے ہی انکار کر دیا اور جو مہدی کا انتظار کرتے ہیں۔ وہ بھی اکثر روایات کے ضعیف اور مجروح ہونیسے انکار نہیں کر سکتے۔ چنانچہ میں اوپر صدیق حسن خاں کا قول نقل کر آیا ہوں جس میں وہ لکھتا ہے کہ ان مختلف روایات سے جو بات یقینی طور پر ثابت ہوتی ہے وہ صرف اتنی ہی ہے کہ مہدی ضرور ظاہر ہوگا تفصیلی امر کوئی یقین کے ساتھ بیان نہیں کیا جا سکتا۔ مہدی ضرور آئیگا کیف کان۔ بلکہ بعض اوقات روایات کے ضعف کو دیکھکر قائلین مہدی اس خیال کی طرف بھی مائل ہو جاتے ہیں کہ ممکن ہے کہ مہدی نہ آوے اور اگر نہ آوے تو چنداں حرج کی بات نہیں کیونکہ جو کام مہدی نے کرنا تھا وہی غرض مسیح کے آنے سے پوری ہو جائیگی۔ چنانچہ حدیث الغاشیہ کا مصنف صفحہ ۳۴۴ پر لکھتا ہے "ہم نے مانا کہ مہدی نہ آوینگے۔ ہمارا کیا نقصان نہ آویں" پھر آگے چلکر لکھتا ہے "تم مہدی کو رہنے دو۔ نزول عیسیٰ علیہ السلام تو متفق علیہ نصاری واہل اسلام ہے تم کہیں انہی کو اترنے دو" اقتراب الساعہ جو کہ صدیق حسن خاں کے بیٹے کی طرف بظاہر منسوب کی جاتی ہے مگر یقین کیا جاتا ہے کہ وہ دراصل صدیق حسن خاں کی اپنی تصنیف ہے اس کے صفحہ ۱۴۷ و ۱۴۸ پر لکھا ہے "ہم نے مانا مہدی نہ آویں۔ اس میں کچھ تکذیب قول مشہور اہل اسلام کی نہیں ہے ابن مریم تو سب کے نزدیک ضرور ہی آویں گے۔ کہیں خدا انہیں کو لے آوے۔ جو بات ہم مہدی کے آنیسے خیال کرتے ہیں وہ کام ان سے بھی بخوبی نکلیگا۔ مہدی آویں یا نہ آویں۔ اسلام کا کچھ نقصان نہیں۔ انکا (یعنی مسیح موعود کا) آنا ہی ہمیں کفایت ہے"۔

نویں دلیل۔ میں پہلے ذکر کر آیا ہوں کہ صحیح بخاری و صحیح مسلم نے مسیح موعود کا ذکر تو کیا ہے مگر مہدی کے متعلق خاموشی اختیار کی ہے اور مسیح موعود کے متعلق دونوں نے لکھا ہے امامکم منکم یعنی وہ تم میں سے تمہارا ایک امام ہوگا۔ انکا مہدی کے متعلق کلی خاموشی اختیار کرنا اور مسیح موعود کی نسبت لکھنا کہ وہ تم میں سے تمہارا ایک امام ہوگا اس امر کی ایک دلیل ہے کہ ان ہر دو بزرگوں کے

نزدیک آخری زمانہ کا امام صرف مسیح موعود ہی تھا۔ اس امر کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ امام بخاری کا مذہب ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پا چکے ہیں جیسا کہ صحیح بخاری سے ظاہر ہے۔ امام بخاری ایک طرف تو عیسیٰ بن مریم کی وفات کا ثبوت دیتا ہے۔ دوسری طرف اس امر کی شہادت پیش کرتا ہے کہ آنیوالا مسیح موعود مسلمانوں میں سے ایک مسلمانوں کا امام ہوگا اور پھر ساتھ اس کے مہدی کے متعلق بالکل سکوت اختیار کرتا ہے ان امور پر غور کرنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اس کے نزدیک مسیح موعود ہی کا آنا ضروری تھا۔ وہ اس سے الگ کسی دوسرے مہدی کا جو آخر زمان میں ظاہر ہو قائل نہ تھا۔ یہ دونوں کتابیں کتب احادیث میں سب سے اعلیٰ درجہ رکھتی ہیں اور دونوں مہدی کی آمد کا کوئی ذکر نہیں کرتیں مگر مسیح موعود کی پیشگوئی کو درج کرتی ہیں اس سے اس امر کو بہت تقویت ملتی ہے کہ آخری زمانہ میں مسیح موعود کے سوا کوئی اور الگ مہدی نہیں۔

دسویں دلیل۔ مسیح موعود اور مہدی معہود کے ایک ہونیکی ایک قطعی دلیل یہ ہے کہ کسر صلیب و قتل خنزیر جو مسیح موعود کا خاص کام ہے یہی کام مہدی موعود کی طرف بھی منسوب کیا گیا ہے۔ ملاحظہ ہو حجج الکرامہ صفحہ ۳۶۳ و ۳۸۲۔ اور اقتراب الساعۃ صفحہ ۶۴۔ کیا اس سے بڑھ کر مسیح اور مہدی کے ایک ہونے کی کوئی اور دلیل ہو سکتی ہے۔ کسر صلیب و قتل خنزیر مسیح موعود کا امتیازی نشان ہے اور جب یہی کام مہدی کی طرف منسوب کیا گیا تو اس سے بڑھکر اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ مسیح اور مہدی ایک ہی ہیں۔ صدیق حسن خان مہدی کے متعلق لکھتا ہے قایم شود دین اسلام در آخر زمان بعہد سعادت مہد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و مالک تمام دنیا گردد و صلیب را بشکند و خوک را بکشد۔ ابن حجر ایں علامات را در ذکر مہدی قول مختصر آوردہ و ایں دو صفت آخر در علامات عیسیٰ علیہ السلام نیز وارد گشتہ (حجج الکرامہ صفحہ ۳۶۳) مسیح موعود کے متعلق ہے والذی نفسی بیدہ لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم حکما عدلا یکسر الصلیب و یقتل الخنزیر۔ اب اس سے بڑھ کر اور کونسی دلیل دونوں کے ایک ہونیکی ہو سکتی ہے اگر مہدی بھی صلیب ہی توڑیگا اور خنزیر ہی قتل کریگا تو وہ یقیناً یقیناً مسیح ہی ہے کیونکہ کسر صلیب و قتل خنزیر مسیح کا ہی کام ہے۔

گیارھویں دلیل - جو دلائل میں اوپر ذکر کر آیا ہوں وہ قطعی طور پر مہدی اور مسیح کا ایک ہونا ثابت کرتے ہیں عیسیٰ بن مریم مر چکا ہے وہ واپس نہیں آسکتا - اسی اُمت میں سے مسیح موعود ہونا چاہیئے مہدی اور مسیح کی صفات اور علامات میں اتحاد ہے یہاں تک کہ حلیہ بھی ملتا ہے - اس لیے یہ یقینی طور پر ثابت ہوتا ہے کہ مسیح اور مہدی ایک ہی ہیں - مگر ان دلائل کے علاوہ ایک اور زبردست دلیل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی شہادت صریح الفاظ میں موجود ہے کہ لا مھدی الا عیسیٰ یعنی مہدی موعود مسیح موعود کے سوا اور کوئی نہیں - ملاحظہ ہو ابن ماجہ و حاکم - اب جب ایک طرف صریح دلائل اس بات کی موجود ہیں کہ مسیح اور مہدی ایک ہی ہیں اور دوسری طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی صریح شہادت موجود ہے کہ لا مھدی الا عیسیٰ - اس کے بعد بھی اگر کوئی نہ مانے کہ مسیح اور مہدی ایک ہی ہیں تو اسکا ہمارے پاس کوئی علاج نہیں -

ممکن ہے کہ ناظرین تعجب کریں کہ کیا وجہ ہے کہ جب صریح ثبوت اس بات کے موجود تھے کہ مسیح موعود و مہدی معہود ایک ہی ہیں بلکہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کھلے کھلے الفاظ میں فرما دیا تھا کہ لا مھدی الا عیسیٰ تو پھر کیا وجہ ہے کہ اکثر لوگ اب تک یہ سمجھتے رہے کہ مہدی الگ ہے اور مسیح الگ - اس کا جواب یہ ہے کہ اس مغالطہ کی وجہ وہی مسلمانوں کا غلط اعتقاد ہے کہ مسیح آسمان پر اسی عنصری جسم کے ساتھ چڑھ گیا تھا اور اب تک اسی جسم کے ساتھ وہاں زندہ موجود ہے - یہ غلط خیال ہمیشہ انکو اس امر کے سمجھنے سے روکتا رہا کہ مسیح اور مہدی ایک ہیں - تاہم بعض کا یہی مذہب رہا ہے کہ مہدی مسیح موعود کا ہی نام ہے - جیسا کہ میں پہلے حجج الکرامہ کے حوالہ سے بیان کر چکا ہوں -

باقی آئندہ انشاء اللہ تعالیٰ

(نامہ نگار)

مندرجہ ذیل کتب موجودہ بک ڈپو کی طرف ہم شائقین کو خاص طور پر توجہ دلاتے ہیں۔

یہ کتابیں بذریعہ وی پی (مفصل فہرست اور قیمتوں کے لیے دیکھو دوسری طرف) مینجر میگزین قادیان سے طلب کرو۔

(۱) صداقت و فلسفہ اسلام پر۔ براہین احمدیہ۔ جس میں نہایت پُر زور دلایل کے ساتھ صداقت اسلام اور آنحضرت کے منجانب اللہ ہونیکو ثابت کیا گیا ہے۔ مکمل کتاب جس میں حصہ چہارم وہ اصل نسخہ ہے جو حضرت اقدسؑ نے ۱۸۸۴ء میں چھپوایا تھا ۵ے رکھتی ہے۔ اسلام کا فلسفہ۔ وہ لطیف لیکچر جو پانچ سوالوں کے جواب میں جلسہ اعظم مذاہب میں حضرت اقدسؑ کی طرف سے پڑھا گیا جیبی تقطیع قیمت ۲ر رپورٹ جلسہ اعظم مذاہب۔ علاوہ مذکورہ بالا لیکچر کے دیگر مذاہب کے جواب بھی ہیں ۴۷۰ صفحے قیمت ۸ر۔ ریویو آف ریلیجنز کی پچھلی جلدیں جن میں علاوہ دیگر مذاہب جیسے عیسائیت آریہ مذہب وغیرہ کی تردید کے بعض مفصل اور مبسوط مضامین صداقت اسلام پر لکھے گئے ہیں جیسے جلد ۱۹۰۳ء میں عصمت انبیاء پر جلد ۱۹۰۴ء میں دعا کی حقیقت اسلام کی حقیقت اور برکات روح القدس ملائکہ وحی الٰہی کی ضرورت۔ جلد ۱۹۰۵ء میں پردہ تعدد ازدواج۔ طلاق غلامی پر۔ جلد ۱۹۰۶ء میں سود۔ قانون وراثت اور احادیث کی صداقت پر۔ جلد ۱۹۰۷ء میں قرآن کریم کی حفاظت اور جمع۔ قرآنوں اور ناسخ و منسوخ پر۔ فی جلد عہ

(۲) عیسائی مذہب پر۔ سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب ۲ر۔ جنگ مقدس قابل دید کتاب ہے ۶ر۔ نور القرآن حصہ اول ۲ر حصہ دوم ۴ر۔ ابطال الوہیت مسیح ار (۳) آریہ مذہب پر۔ سرمہ چشم آریہ۔ جو آریہ مذہب کے اعتراضوں کے جواب میں اور ان کے اصول کی تردید میں ایک لاثانی کتاب ہے ۲۵۰ صفحے قیمت ۱۲ر۔ نور الدین۔ ترک اسلام کے ۱۴۱ سوالوں کا لاجواب جواب ہے جو علامہ حکیم نور الدین صاحب کی تصنیف ہے ۲۵۶ صفحے قیمت ۸ر آریہ دھرم جس میں نیوگ پر بحث ہے ۴ر۔ نسیم دعوت ۲ر (۴) شیعہ مذہب پر۔ خلافت راشدہ حصہ اول ۱۸۰ صفحے ۸ر۔ حصہ دوم ۸۰ صفحے ۴ر مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم کی لطیف تصنیف جس میں شیعہ مذہب کی ایسی تردید کی گئی ہے جس کا جواب کسی شیعہ سے بن نہیں سکا بحث کا اسلوب بالکل نیا ہے خطوط شیعہ کا جواب ۲ر (۵) سکھ مذہب پر۔ ست بچن ۲۰۰ صفحے قیمت ۱۰ر اس کتاب میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ باوا نانک صاحب اسلامی طریق کے پیرو تھے سکھ مذہب پر حجت قاطع ہے۔ (۶) سلسلہ احمدیہ کی حقیقت میں عسل مصفٰے ایک قابل دید کتاب ۸۲۸ صفحوں کی ہے جو بسبب ایک جامع کتاب ہونیکے ہر ایک احمدی کے ہاتھ میں ہونی چاہیے۔ سلسلہ احمدیہ کے متعلق ہر ایک مسئلہ پر اور احادیث تفاسیر وغیرہ کے تمام اقوال پر سیر کن بحث ہے۔ باقی کیلیے دیکھو مفصل فہرست۔ (۷) لغات القرآن۔ ایک نہایت قابل قدر لغات قرآن شریف کی ہے جس میں بالمقابل کالموں میں معتبر لغات عربی اور اس کا اردو ترجمہ دیئے گئے ہیں قرآن شریف کا ترجمہ سیکھنے کے لیے از بس ضروری ہے حصہ اول ۲۸۴ صفحے قیمت عہ حصہ دوم ۲۰۸ صفحے قیمت ۸ر (۸) یسرنا القرآن یہ اگرچہ بچوں کا قاعدہ ہے مگر ایک نہایت مفید چیز ہے جس سے بچوں کو قرآن شریف کے پڑھنے میں اعلیٰ درجہ کی سہولت ہو گئی ہے چھ ماہ میں بچہ قرآن شریف پڑھ لیتا ہے تین حصہ ہیں ہے فی حصہ ار (۹)

مندرجہ ذیل کتابیں دفتر میگزین قادیان ضلع گورداسپور سے بذریعہ قیمت طلب پیکٹ مل سکتی ہیں انکا مطالعہ مذہبی تحقیقات اور تاریخی معلومات اور مخالفین کے اعتراضات کی تردید کیلیے نہایت ضروری ہے مشرح فہرست۔ ۱ کا ٹکٹ بھیجنے پر ارسال خدمت ہوگی

کتاب	قیمت	کتاب	قیمت	کتاب	قیمت	کتاب	قیمت
انوار اللہ اردو	۸؍	قاعدہ عربی اردو	۱؍	تذکرۃ الشہادتین اردو	۵؍	شہادۃ القرآن اردو	۴؍
اجرومیہ عربی	۱۰؍	قرآن شریف مترجم مع تفسیر حسینی	عـہ	فارسی	۳؍	عیان القرآن ؍	۳؍
الذکر یعنی ترجمہ از دہائی الٰہیہ	۲؍	مسک العارف اردو	۱۰؍	تحفہ قیصرہ اردو	۲؍	کشف الغطاء ؍	۲؍
پارہ الٓمّ عربی	۲؍	نشان آسمانی ؍	۲؍	تحفۃ الندوہ ؍	۱۰؍	لغات القرآن حصہ اول	عہ؍
پنج ارکان اسلام۔ اردو	۱؍	واقعات صحیحہ ؍	۲؍	تقریریں ؍	۲؍	؍ حصہ دوم	عہ؍۸
تفسیر جلالین عربی	عہ؍۸	یسرنا القرآن حصہ اول	۱؍	تقریروں کا مجموعہ ؍	۳؍	لیکچر سیالکوٹ اردو	۱۰؍
تفسیر فوز الکبیر عربی فارسی	۲؍	؍ ؍ دوم	۱؍	سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب ؍	۲؍	؍ لاہور مہوتسو ؍	۴؍
تقریر جلسہ مذاہب جیبی تقطیع اردو	۲؍	؍ ؍ سوم	۱؍	جنگ مقدس عیسائیوں سے مباحثہ ؍	۶؍	مشکوٰۃ الانوار عربی	۴؍
جام شہادت۔ اردو	۱۰؍	ہدیہ ثاقب اردو	۴؍	حمامۃ البشریٰ حصہ اول عربی	۸؍	مواہب الرحمٰن ؍	۴؍
حمائل مترجم فارسی	عہ؍	البدسے عربی	۶؍	حجۃ الاسلام اردو	۱؍	مبادی الصرف	۱۰؍
رپورٹ جلسہ اعظم مذاہب اردو	۸؍	الحق لدھیانہ اردو	۶؍	خطوط شیعہ کا جواب ؍	۲؍	نسیم دعوت اردو	۳؍
سلسلہ دینیہ۔ اردو	شہ؍	؍ دہلی ؍	۸؍	خطبہ الہامیہ عربی مع ترجمہ فارسی اردو	عہ؍	نور القرآن حصہ اول ؍	۲؍
سلائل القرأۃ۔ عربی نمبر۱	۴؍	اعجاز احمدی۔ عربی	۳؍	خلافت راشدہ حصہ اول اردو	۸؍	؍ ؍ دوم ؍	۴؍
؍ ؍ نمبر۲	۸؍	احسن الکلام اردو	۔؍	؍ ؍ دوم ؍	۴؍	ہدیہ سعدیہ عربی	۲؍
؍ ؍ نمبر۳	۱۳؍	ابطال الوہیت مسیح ؍	۱؍	خزینۃ المعارف حصہ اول و دوم	۴؍	فضل حق اردو	۱؍
؍ ؍ نمبر۴	۱۳						
آریہ دھرم اردو	۴؍	آیات الرحمٰن ؍	۸؍	؍ ؍ سوم و چہارم	۸؍	سیرۃ المسیح۔ ؍	۸؍
		دعوت الحق ؍	۵؍	اعلام الناس حصہ دوم	۴؍	آسمانی فیصلہ ؍	۲؍
دینیات کا پہلا رسالہ ؍	۱؍	شرح ترمذی۔ نمبر۱	عہ؍۸	دعوت دہلی اردو	۱۰؍	دافع البلاء ؍	۱؍
طریق النجات نمبر۱	۸؍	؍ نمبر۲	عہ؍۸	دعوت الندوہ ؍	۱۰؍	غنیۃ الطالب۔ عربی	عہ؍
؍ نمبر۲	۷؍	احمدی کامن نظم پنجابی	۱؍	راز حقیقت ؍	۱؍	شفاء السقام ؍	ھہ؍
؍ نمبر۳	۸؍	براہین احمدیہ حصہ اول	۵؍	براہین احمدیہ حصہ چہارم*	عا	ست بچن اردو	۱۰؍
؍ نمبر۴	۱۵؍	؍ ؍ دوم	۴؍	مکمل براہین احمدیہ اردو	سے؍۳		
عسل مصفیٰ اردو	عہ؍۸	؍ ؍ سوم	۱۰؍	سرمہ چشم آریہ اردو	۱۲	نوٹ۔ ان قیمتوں میں	
صبر جمیل بر قول خلیل۔ ایک دلچسپ نظم مولوی خلیل سہارنپوری کے اعتراضوں کا جواب میں			۱۰؍	مکتوبات و خطبات محمدیہ ؍	۴؍	محصول ڈاک شامل نہیں	

*: براہین کا حصہ چہارم اصل نسخہ ہے جو حضرت اقدس نے ۱۸۸۴ء میں چھپوایا تھا۔ باقی تین حصے بڑے اہتمام سے دوبارہ چھپوائے گئے ہیں۔ مکمل براہین احمدیہ جس میں جلد چہارم بار اول کی چھپی ہوئی ہے۔ سے؍۳ کو دفتر میگزین مل سکتی ہے۔

تمام خط و کتابت ان کتابوں کے متعلق دفتر میگزین قادیان سے ہونی چاہیئے۔